REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۲۳

شمارہ ۳۱

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

نائب ایڈیٹر: جاوید اقبال اختر

شرحِ چندہ

سالانہ	۱۰ روپے
ششماہی	۵ روپے
ممالکِ غیر	۲۰ روپے
فی پرچہ	۲۵ پیسے

The Weekly BADR Qadian

۱۱ رجب ۱۳۹۴ھ — یکم ظہور ۱۳۵۳ ہش — یکم اگست ۱۹۷۴ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۹ روفا (جولائی)۔ سیدنا [illegible] اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۱۷ رجولائی کی رپورٹ [illegible] نزلہ و فلو کی تکلیف چل رہی ہے۔ نیز اخبار جنگ میں شائع شدہ ایک خبر سے معلوم ہوا ہے کہ مسٹر جسٹس صمدانی [illegible] ٹریبونل کے سامنے لاہور میں ۱۷ رجولائی کو حضور انور نے بیان قلمبند کرائے۔ احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ سب احباب [illegible] ہر طرح حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

قادیان ۲۹ روفا۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال اور حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل مع جملہ درویشانِ کرام قادیان میں بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

قادیان ۳۰ روفا۔ کل ماہ جولائی کا آخری دوشنبہ ہونے کے سبب مقامی جماعت کے فیصلہ کے مطابق حضرت اقدس کی تحریک پر نفلی روزہ رکھا۔ اللہ تعالیٰ تمام دعاؤں کو قبول فرمائے آمین۔

لوکل انجمن احمدیہ قادیان کے زیرِ اہتمام

قادیان میں ہفتہ قرآن مجید کے سلسلہ میں روحانی مجالس کا انعقاد

علماءِ سلسلہ کی مجوزہ عنوانات پر پُر مغز تقاریر

رپورٹ مرسلہ مکرم بھائی عبدالرحیم صاحب دیانت سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ و تربیت لوکل انجمن احمدیہ قادیان

قادیان ۲۶ روفا (جولائی)۔ قرآن کریم کی پُر حکمت تعلیمات و روح پرور ارشادات سے جماعت کے ہر فرد کو کماحقہٗ بہرہ ور کرنے کے لئے تحریک "تعلیم القرآن" کا بابرکت اجراء عہد خلافتِ ثالثہ کا ایک ایسا عظیم الشان کارنامہ ہے جس کے لئے آئندہ آنے والی نسلیں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بے حد ممنون رہیں گی۔ اور آپ کے احسانات کو یاد کر کے لطف اندوز ہوتی رہیں گی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احبابِ جماعت کو جہاں "تعلیم القرآن" کلاسز جاری کرنے کا ارشاد فرمایا۔ تو ساتھ ہی سال میں ایک ہفتہ "ہفتہ قرآن مجید" منانے کی تحریک فرمائی تا وہ انوارِ قرآنی جو اس زمانہ میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئے ان سے ہر فرد جماعت زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر اپنے دل کو منور کر سکے۔

حضور انور کے اس ارشاد کی تعمیل میں حسبِ سابق امسال بھی نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان کی طرف سے ہفتہ قرآن مجید منانے کا اعلان کیا گیا اور اس کے لئے مورخہ ۱۹ ر تا ۲۶ روفا (جولائی) کی تاریخیں مقرر کی گئیں۔ اور لوکل انجمن احمدیہ قادیان نے اس اعلان کی تعمیل میں اس مبارک ہفتہ کو اس کے شایانِ شان طریق پر منانے کا پروگرام مرتب کیا۔ اور ان روحانی مجالس کا انعقاد روزانہ بعد نمازِ عشاء مسجد اقصیٰ میں عمل میں آتا رہا۔ روزانہ باوجود شدید گرمی کے کثیر تعداد میں احباب ذوق و شوق کے ساتھ شریکِ جلسہ ہوتے رہے اور پردے کی رعایت سے مستورات بھی مستفید ہوتی رہیں۔

★ چنانچہ مورخہ ۱۹ روفا (جولائی) مسجد اقصیٰ میں بعد نمازِ عشاء پہلا اجلاس زیرِ صدارت مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان منعقد ہوا۔ بعد از تلاوت قرآن کریم مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم زعیم مجلس انصار اللہ قادیان نے زیرِ عنوان

قرآنی پیش گوئیاں

تقریر کی جس میں اسمہٗ احمد والی پیشگوئی اور سورۃ جمعہ میں مذکور وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ کی جامع پیشگوئی کا مفصل ذکر کیا۔ اور ساتھ ہی وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ پر روشنی ڈالی۔ ضمناً مکرم خادم صاحب نے حضرت احمد سرہندی رحؒ حضرت [illegible] ولی رحؒ اور بزرگانِ سلف کی پیشگوئیاں بھی بیان کیں۔ اسی طرح وشاھدٍ و مشہود کی پیشگوئی کی تفصیل بیان کرتے ہوئے بتایا کہ اس آیت کے مطابق ایک [illegible] ہوگا جو خدا تعالیٰ سے الہام پا کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی گواہی دے گا۔ اور دوسری طرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں اس کی سچائی پر گواہی ہوگی۔ اس لئے وہ شاہد بھی ہوگا اور مشہود بھی۔ اس طرح مکرم خادم صاحب نے مختلف آیاتِ قرآنیہ سے تقریر مکمل کی۔

★ دوسرا اجلاس مورخہ ۲۰ روفا (جولائی) کو زیرِ صدارت مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل بقاپوری مسجد اقصیٰ میں بعد نمازِ عشاء منعقد ہوا۔ تلاوتِ کلام پاک کے بعد مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان نے

ضرورتِ قرآن مجید

پر تقریر فرمائی اور قرآن کریم کی شان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پُر معرفت اشعار سے استدلال کیا۔ اس کے بعد سورۃ بقرہ کی ابتدائی آیات سے علل اربعہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے قرآن کریم کی ضرورت واضح کی۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام اَلْخَيْرُ كُلُّهٗ فِي الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں، کی تفصیل بیان کی اور بتایا کہ قرآن کریم ہی برکتہ انقلاب عظیم پیدا کرنے والی کتاب ہے۔

★ تیسرا اجلاس مورخہ ۲۱ روفا (جولائی) کو بعد نمازِ عشاء مسجد اقصیٰ میں زیرِ صدارت مکرم چوہدری حکیم بدر الدین صاحب عامل جنرل سیکرٹری لوکل انجمن احمدیہ قادیان منعقد ہوا۔ تلاوتِ قرآن مجید کے بعد عزیز مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم نے

تعلیماتِ قرآن کریم کا خلاصہ

پر ایک مدلل تقریر کی جس کی ابتداء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شعر ؎

وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں
ہوگی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں

سے کی اور بتایا کہ سورۃ فاتحہ قرآن کریم کا خلاصہ ہے۔ اور سورۃ اخلاص میں شرک کا رد ہے۔ اور شرک کی دیگر اقسام بیان کیں۔ صفاتِ الٰہیہ کا ذکر کیا اور تقدیرِ الٰہی، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی وضاحت کی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب کشتی نوح سے تعلیم کا خلاصہ پڑھ کر اپنی تقریر کو مکمل کیا۔

★ چوتھا اجلاس بتاریخ ۲۲ روفا (جولائی) بعد نمازِ عشاء مسجد اقصیٰ میں منعقد ہوا۔ جس میں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے آیتِ استخلاف اور سورۃ آل عمران کی آیات ۲۷-۲۸ تلاوت فرمائیں۔ اور ان کا ترجمہ و تفسیر بیان فرمائی اور اس کے بعد پاکستان میں اینٹی احمدیہ فسادات سے متعلق تازہ اطلاعات سنائیں اور اس کے بعد ایک پُر سوز دعا کرائی۔

★ پانچواں اجلاس مورخہ ۲۳ روفا (جولائی) کو حسبِ پروگرام بعد نمازِ عشاء مسجد اقصیٰ میں زیرِ صدارت مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان و سیکرٹری تعلیم لوکل انجمن احمدیہ قادیان انعقاد پذیر ہوا۔ تلاوتِ قرآن مجید کے بعد مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری فاضل مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان و قائد مجلس خدام الاحمدیہ قادیان نے

قرآن کریم کی رو سے مومن، منکر، منافق اور ان کی علامات

پر تقریر کی۔ (باقی دیکھئے صفحہ ۱۲ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ یکم ظہور ۱۳۵۳ ہش

حسرت نہ رہے!

قرآن کریم کی تلاوت، اس کے معانی اور مطالب پر غور و فکر ایک احمدی کی جان ہے۔ قرآن کریم سے ہر احمدی کی دلبستگی کیوں نہ ہو جبکہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ذریعہ انہیں قرآن کی خاص معرفت اور اس کی عظیم الشان کلام کا علم حاصل ہوا۔ اور خود حضرت امام مہدی علیہ السلام کے اپنے دل کی گہرائیوں میں کلام پاک سے نہایت درجہ محبت و عشق کا ایک بحرِ بیکراں رواں تھا جس کا بے ساختہ اظہار منجملہ دیگر صدہا مقامات کے حسبِ ذیل شعر میں جس جامعیت کے ساتھ ہوا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ خدا تعالیٰ کو مخاطب کر کے حضورؑ فرماتے ہیں:۔ ؎

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چُوموں ؛ قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

ہر احمدی کو قرآن کریم سے جو الفت اور محبت ہے، دیگر مسلمانوں کی طرح صرف خوشنما غلافوں میں بند کر کے رکھنے یا قسم اُٹھانے کے وقت اسے ہاتھ میں لینے کے لئے نہیں بلکہ احمدی قرآن کریم سے اس لئے محبت و الفت رکھتے ہیں کہ یہ اُن کے پیارے خدا کا پیارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ آخری کامل و اکمل کلام ہے۔ جس میں انسان کی زندگی کا لائحۂ عمل پوری تفصیل اور جامعیت سے بیان ہوا ہے۔ اسی کی بار بار تلاوت اور اس کے معانی اور مطالب پر غور و فکر کرنے کے نتیجہ میں اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں اس سے راہنمائی ملتی ہے۔ اس کے بغیر اندھیرا ہی اندھیرا ہے ــــ!!

حضرت امام مہدی علیہ السلام سے لے کر آپ کے تمام خلفاء عظام تک جماعت کو اسی بات کی تلقین ہوتی رہی ہے۔ چنانچہ حال ہی میں جو مرکزی ہدایات کے تحت ہر مقامی جماعت میں ہفتۂ قرآن کریم منایا گیا، تا اس ذوق شوق میں اضافہ کا موجب ہو۔ تو وہ بھی اس کی اہم کڑی تھا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم کی عظیم برکتوں سے گھر کے ہر فرد کو بہرہ ور ہونے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک موقعہ پر جماعت کو ارشاد فرمایا:۔

"اپنے خاندانوں پر رحم کرو۔ اور اُن گھروں پر رحم کرو جن میں تم سکونت پذیر ہو کیونکہ قرآن کریم کے بغیر آپ کے گھر بھی بے برکت رہیں گے۔ ہر احمدی کا گھر ایسا ہونا چاہیئے کہ اس میں رہنے والا ہر فرد جو اس عمر کا ہے کہ وہ قرآن کریم پڑھ سکتا ہو، صُبح کے وقت اس کی تلاوت کر رہا ہو۔"
(خطبہ جُمعہ فرمودہ ۴ر فروری ۶۶ء)

جن دوستوں نے خود بھی اس پر عمل کیا اور اس کے مطابق اپنے گھروں میں ایسا معمول بنالیا، انہوں نے چند ہی سالوں میں سینکڑوں بار نہیں تو کم از کم بیسیوں بار تو قرآن کریم کا دَور کیا ہوگا۔ اور ہر دَور میں سورۃ یونس کی حسب ذیل آیتِ کریمہ بھی مطالعہ میں آئی ہوگی جس میں حضرت نوح علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يٰقَوْمِ إِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَقَامِي وَتَذْكِيرِي بِآيَاتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوا إِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُونِ ۝
(سورۃ یونس: آیت ۷۲)

اس آیت کریمہ میں حضرت نوح علیہ السلام اپنے مخالفین کو جس پُر از یقین طریق سے چیلنج کرتے ہیں۔ اور انہیں مخالفانہ منصوبوں کو پُوری قوت اور پُوری تیاری کے ساتھ رُوبہ عمل لانے اور پھر نتائج پر نگاہ رکھنے کی تحدی فرماتے ہیں، وہ ایک مومن باللہ شخصیت ہی کا حق ہے۔ آئیے! ذرا تفصیل کے ساتھ اس آیتِ کریمہ کی روشنی میں حضرت نوح علیہ السلام کے اس دلیرانہ چیلنج اور مخالفین کے منصوبہ پر غور کریں۔ کہ اس کے بہت سے گوشے اس وقت احمدیہ جماعت کے حق میں کھل کر دُنیا کے سامنے آچکے ہیں۔ اس طرح صورتِ حال ایک طرف مومنوں کے لئے ازدیادِ ایمان کا موجب ہوئی تو دوسری طرف حضرت امام مہدیؑ کی صداقت کا عظیم الشان نشان بنی ــــ!!

قرآن کریم کا دَور کرنے والے جانتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام نے کس کس طرز سے اپنی مخاطب قوم کو پیغامِ حق پہنچایا۔ ہر ممکن اندازِ تبلیغ اختیار کیا۔ اس کے باوجود مخاطبین کا انکار پر اصرار برابر قائم رہا۔ اس کی کسی قدر تفصیل سورۃ نوح میں پڑھی جاسکتی ہے۔ اسی پس منظر میں حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لانے والوں کی تعداد پر بھی آپ نے بارہا غور کیا ہوگا۔ آخر کتنے ہوں گے۔ بس اتنے ہی جو ایک کشتی میں سوار ہو گئے۔ اسی سے اُس زمانہ کے ماننے والوں اور نہ ماننے والوں کے تناسب کا اندازہ کر لیجئے، اقلیت و اکثریت کا معاملہ اس وقت بھی اسی طرح چلتا رہا جیسے آجکل۔ اقلیت میں کون تھے اور اکثریت میں کون؟ ہر ایسے حالات اکثریت جو کیا کرتی ہے اس سے بھی دُنیا بخوبی واقف و آگاہ ہے۔ انہی حالات کو ذہن میں رکھتے ہوئے مندرجہ آیت کریمہ میں حضرت نوح علیہ السلام کی اُس تقریر بلکہ چیلنج پر غور کریں جو محض زندہ خدا کی ذات پر بھروسہ رکھتے ہوئے انہوں نے اپنے مخالفین کو دیا۔ فرماتے ہیں:۔

(اے میری قوم اگر تمہیں میرا خداداد مرتبہ اور اللہ کے نشانوں کے ذریعہ تمہیں تمہارا فرض یاد دلانا ناگوار گزرتا ہے تو یاد رکھو کہ صرف اللہ کی ذات پر مَیں بھروسہ رکھتا ہوں۔ تم اپنے شرکاء سمیت میری نسبت مخالفانہ منصوبے پُوری طرح بنالو۔ نیز چاہیئے کہ تمہاری بات تم پر کسی پہلو سے مشتبہ نہ رہے۔ ان کی خوب تشہیر بھی کر لو۔ ایکدوسرے کو اپنا ہمخیال اور رازدان بھی بنالو۔ اس کے بعد جب منصوبہ ہر طرح پختہ ہو جائے تو کچھ بھی مہلت دیئے بغیر اُسے مجھ پر نافذ کر دو۔ (اور دیکھ لینا کہ تمہارے یہ سب منصُوبے میرا کچھ بھی بگاڑ نہ سکیں گے)

حضرت نوحؑ کی یہ بات بالکل ایسی ہی ہے جیسے حضرت امام مہدی علیہ السلام نے بھی اپنے نادان مخالفوں کو مخاطب کر کے برملا طور پر فرمایا کہ ؎

ترے مکروں سے اے جاہل مرا نقصاں نہیں ہرگز ؛ کہ یہ جاں آگ میں پڑ کر سلامت آنے والی ہے
خدا ظاہر کریگا اک نشاں پُر رعب و پُر ہیبت ؛ دلوں میں اس نشاں سے استقامت آنیوالی ہے

حضرت نوح علیہ السلام اور آپؑ کی قوم کا یہ قصہ اگر قرآن کریم میں نہ ہوتا تو کوئی کہہ سکتا تھا کہ محض ایک قصہ ہے، کہانی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے پاک کلام میں شامل ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ ایسے واقعات صرف جگ بیتی کا رنگ نہیں رکھتے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطبین و مخالفین جو قیامت تک پیدا ہونے والے ہیں، ان سب کے حالات و واقعات جب جب ظہور پذیر ہوں گے تو گویا آپ بیتی کا رنگ لئے ہوئے ہوں گے۔ چنانچہ آج جو کچھ احمدی اور اُن کے مخالفین اپنے اپنے رنگ کا کردار پیش کر رہے ہیں اس کو دیکھ کر کون صاحبِ عقل و دانش اس امر سے انکار کر سکتا ہے کہ احمدیت کے مخالفین نے بھی منصُوبہ تیار کرنے میں کوئی کسر اُٹھا رکھی تھی۔ مکہ سے بات چلی اور بروایت اخبار جنگ (لنڈن) اس منصوبہ میں بڑے بڑے ممالک کے مسلم نمائندے شریک ہوئے۔ پھر اس منصُوبہ کو پاکستان میں رُوبہ عمل لایا گیا۔ جس کے نتیجہ میں آج اس سرزمینِ "پاک" میں اصحاب الاُخدُوْد کے واقعات کا اعادہ ہوا۔ پہلے تو کتابوں میں پڑھا کرتے تھے کہ حق کے مخالفوں نے کسی وقت رُوحانیت کے علمبرداروں کے لئے خندقیں کھود کر آگ کے الاؤ جلاتے تھے۔ اس میں مومنوں کو ڈالا، اُن کے مال و متاع کو زیرِ آتش کیا۔ اور خود پاس کھڑے تماشہ دیکھا کئے ــــ!
اللہ اکبر! کیا آج پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ایسا نہیں ہو رہا ــــ؟ اور ایسا کرنیوالے وہی نہیں جو اپنے آپ کو "مسلمان" کہتے ہیں؟ حالانکہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا تھا کہ المسلم مَن سَلِم المسلمون من یدہٖ و لسانہٖ۔ کہ مسلمان حقیقی معنوں میں وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان کے ضرر سے دوسرے محفوظ و مصئون رہیں۔ پھر آج کے نام نہاد مسلمانوں کی کرتُوتوں کو سُن کر بار بار اقبال کا مصرع کیوں نہ یاد آئے کہ ع

اُمتی باعثِ رُسوائیِ پیغمبر ہیں

کبھی آپ نے اس جہت سے بھی غور فرمایا کہ سرزمینِ "پاک" میں قتل و غارت گری اور آتشزنی کی وارداتیں فخریہ رنگ میں کرنے والے آخر کون ہیں؟ اسی طرح کھانے پینے کی چیزوں کو منصوبہ بندطریق سے احمدیوں تک پہنچانے کو روک دینے والے کون ہیں؟ احمدیوں کو بھوکے پیاسے مار دینے کے منصوبے کن لوگوں کے ہیں؟ ان حالات کو دیکھیں اور اس کے بعد حضرت مصلح موعودؓ (جماعتِ احمدیہ کے دُوسرے خلیفہ) کے اُس شعر کو پڑھیں جس کے ذریعہ اپنی جماعت کو تسلّی دیتے ہوئے حضورؓ فرما چکے ہیں کہ ؎

وہ تم کو حُسین بناتے ہیں اور آپ یزیدی بنتے ہیں
یہ کیا ہی سستا سودا ہے دُشمن کو تیر چلانے دو

تفصیلی حالات سب کے سامنے ہیں۔ دُنیا خود فیصلہ کر سکتی ہے کہ اس وقت حضرت حُسینؓ کا پارٹ کون ادا کر رہا ہے اور یزیدی کون بن رہے ہیں ــــ؟

ایک بار پھر سورۃ یونس کی مذکورہ بالا آیت کریمہ کے الفاظ فاجمعوا امرکم وشرکاءکم ثم لایکن امرکم علیکم غمّۃ ثمّ اقضوا الیّ ولا تنظرون پر غور کیجئے اور دیکھئے کس طرح احمدیوں کے خلاف منصوبہ بنانے والے سب مخالفین نے اپنے دل کی حسرتیں پوری کر لیں اور مخالفانہ منصوبہ پختہ کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی ــــ! ماہِ اپریل میں مکہ میں رابطہ عالم اسلام کی کانفرنس ہوئی۔ اس میں رُسوائے عالم قرار داد پاس کی گئی۔ (ان قرار دادوں پر ہم سیر حاصل تبصرہ کر چکے ہیں)

(باقی دیکھئے صلا پر)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کی قدیم سنت کے مطابق دیگر ماموریں کی جماعتوں کی طرح جماعت احمدیہ کو بھی ابتلاؤں میں سے گزرنا پڑیگا

اگر تم خدا تعالیٰ کی خاطر ظلم سہو گے تو وہ آسمانی فرشتوں کو تمہاری مدد کیلئے بھیجے گا!

ہماری ذہنیت اور رُوح یہ ہے کہ ہم نے کسی کو دُکھ نہیں دینا اور جتنے دُکھ ہمارے ذریعہ دُور ہوسکیں ضرور دُور ہو جائیں!

اِس مقام کو کبھی نہ بھولیں کہ ہمارا کام غصہ کرنا نہیں غصہ پینا ہے ہمیں دوسروں کیلئے دعائیں کرنیکی تعلیم دی گئی ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۴ ہجرت ۱۳۵۳ ہش مطابق ۲۴ مئی ۱۹۷۴ء۔ بمقام مسجد اقصےٰ ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل آیاتِ قرآنیہ تلاوت فرمائیں:۔

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ ۞ ءَاُنْزِلَ عَلَیْہِ الذِّکْرُ
مِنْۢ بَیْنِنَا بَلْ ھُمْ فِیْ شَکٍّ مِّنْ ذِکْرِیْ بَلْ لَّمَّا
یَذُوْقُوْا عَذَابِ ۞ اَمْ عِنْدَھُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَۃِ رَبِّکَ
الْعَزِیْزِ الْوَھَّابِ ۞ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰہِ قُضِیَ بِالْحَقِّ
وَخَسِرَ ھُنَالِکَ الْمُبْطِلُوْنَ ۞

پھر فرمایا:۔

قرآنِ عظیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تک جب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے

ذکر و ہدایت اور نصیحت کی باتیں

(خواہ شریعت اور ہدایت سے تعلق رکھنے والی ہوں) یا شریعت و ہدایت کی یاددہانی کے طور پر ہوں) خدا تعالیٰ کے انبیاء اور ماموریں کی بعثت کے ذریعہ دُنیا میں نازل ہوتی ہیں اس وقت وہ دُنیا جس کی طرف کوئی نبی یا مامور مبعوث ہوتا ہے دو گروہوں میں منقسم ہو جاتی ہے۔ ایک گروہ ایمان لے آتا ہے، ایک گروہ انکار کرتا ہے۔ جو گروہ انکار کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی اس سُنت کا مشاہدہ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں ایک عرصہ تک ڈھیل دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم یہ نظارہ دیکھتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انبیاء کی بعثت اور ماموریں کا آنا دُنیا کی بھلائی اور دُنیا کی خیر خواہی کے لئے ہے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کریں۔ چونکہ یہ غرض ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کی گرفت فوری طور پر نہیں آتی۔ دوسرے جو ایمان لانے والے ہیں اُن کی تربیت اور امتحان مقصود ہوتا ہے۔ اور مُنکرین کو یہ بتانا مقصود ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والوں اور نبیوں پر

ایمان لانے والوں کی تربیت

ہی اِس رنگ میں کی جاتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر اُس [illegible] رضا کے حصول کے لئے ہر قسم کی قربانیاں دینے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ پس چونکہ منکرین کی بھی خیر خواہی مقصود ہوتی ہے اور چونکہ مومنین کا امتحان مقصود ہوتا ہے اِس لئے فوری طور پر اللہ تعالیٰ کی گرفت نازل نہیں ہوتی۔ کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ فوری طور پر منکرین کو پکڑے اور اُن پر عذاب نازل کر دے تو پھر توبہ کا موقع جو انہیں میسر آسکتا تھا اس سے وہ محروم ہو جاتے ہیں۔ اب دیکھو سب سے عظیم اور افضل اور آخری اور کامل اور مکمل شریعت لانے والے

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے زمانہ میں قریش مکہ نے جس قسم کی حرکتیں کیں اور جس قسم کے شیطانی منصوبے بنائے اور جس قسم کے انتہائی دُکھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیئے اُن کی گرفت پر بھی ایک لمبا عرصہ لگا۔ وہ فوری طور پر نہیں پکڑے گئے۔ پھر جب گرفت ہوئی تو سب نہیں پکڑے گئے بلکہ کچھ پکڑے گئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ زمانہ جس میں آپ اپنے وصال سے قبل صحابہ رضی اللہ عنہم کی تربیت میں مصروف تھے اُس وقت کا نقشہ یہ ہے کہ سوائے گنتی کے چند مومنوں کے

اہلِ مکہ کی بڑی بھاری اکثریت

انتہائی مخالفت اور ظلم کرنے پر تُلی ہوئی تھی۔ پھر ایک عرصہ کے بعد جب عذاب آیا اور اُن کو اللہ تعالیٰ نے جھنجھوڑا اور اللہ تعالیٰ کا قہر اُن پر نازل ہوا تو اگرچہ بدر کے میدان میں چوٹی کے سرداران قریش میں سے بہتوں کے سر کاٹ دیئے گئے کیونکہ انہوں نے تلوار کے ذریعہ اسلام کو مٹانا چاہا اور تلوار کے ذریعہ ہی اللہ تعالیٰ نے اُن کی ہلاکت کا ان پر عذاب نازل کرنے کا ارادہ کیا۔ یہ درست ہے لیکن یہ بھی درست ہے کہ مخالفین کی جو تعداد تھی اس کا وہ شاید آٹھ فیصد یا پانچ فی صد بھی نہ ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے چونکہ اُن لوگوں کی خیر خواہی کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت فرمائی تھی۔ جس طرح ہر نبی اور مامور کی بعثت ہوتی ہے۔ اُن کو ڈھیل دی گئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے ایک لمبے عرصہ کی گمراہی اور اندھیروں میں بھٹکنے کے بعد ان کے لئے ہدایت اور روشنی کے سامان پیدا کئے اور وہ ایمان لائے۔ پھر جو باقی بچے اُن میں سے اِلّا ماشاء اللہ فتح مکہ کے وقت سب ایمان لے آئے۔ اور اُن میں خدا تعالیٰ نے بڑا اخلاص پیدا کیا۔ اور بعد میں جو خلافتِ راشدہ کے زمانہ میں [illegible] وقت کی دو بڑی طاقتوں کے خلاف مسلمانوں کو اس لئے لڑنا پڑا کہ وہ حملہ آور ہوئے تھے، اور

اسلام کو مٹانے کے منصوبے

بنا رہے تھے اُس زمانہ میں [illegible] جنگ میں انہوں نے اس قسم کی مخلصانہ قربانیاں دی ہیں کہ انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ [illegible] نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے معاً بعد خدا تعالیٰ کے قہر کی گرفت اہلِ مکہ پر ہو جاتی تو [illegible] مخلصین ہدایت ملنے سے پہلے ہی دوزخ کا ایندھن بن جاتے۔ نبی کی بعثت ہلاکت کے لئے نہیں ہوتی۔ ہلاکت کا سامان تو مخالف خود اپنے ہاتھ سے پیدا کرتا ہے۔ وہ تو بھلائی اور خیر خواہی کے لئے آتا ہے۔ اور جنتوں کے دروازے اُن کے لئے کھولنے آتا ہے۔ لیکن بعض بدبخت قبل اس کے کہ اُن کو ہدایت ملے اللہ تعالیٰ کی ہلاکت کی گرفت میں آجاتے ہیں۔ اور بہت سے ایسے ہوتے ہیں جو ایک لمبا عرصہ کی مخالفت کے بعد ایمان کی دولت سے متمتع ہوتے ہیں۔ [illegible] ایمان لاتے ہیں اور پھر ان کے دل میں اخلاص پیدا ہوتا ہے۔ وہ اخلاص [illegible] شکل میں ہمارے سامنے آتا ہے۔ اور وہ

اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے نتیجہ میں

اس کی جنّتوں کے وارث ہو جاتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں بھی جو مَیں نے مختلف مقامات سے لی ہیں۔ تین آیات سورہ حٰمٓ کی ہیں اور ایک سورہ مؤمن کی ہے۔ جو ایک مضمون کی کڑیاں ہیں وہ مَیں نے یہاں ملائی ہیں۔ یہاں یہی بتایا گیا ہے کہ جب مخالفت شروع ہوتی ہے خدا تعالیٰ کے نبی یا مامور کی تو اُس وقت ڈھیل دی جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ چونکہ ہم ڈھیل دیتے ہیں اس کے نتیجہ میں تم یہ سمجھتے ہو کہ خدا تعالیٰ وھّاب تو ہے مگر عزیز نہیں ہے۔ اور شوخیوں میں بڑھ جاتے ہو۔ ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے بعثت نبوی اور مخالفانہ منصوبوں اور عذاب کے درمیان اپنی حکمتِ کاملہ سے ایک فاصلہ رکھا ہوتا ہے۔ ایک زمانہ گزرتا ہے اس کے بعد

اللہ تعالیٰ کی قہری گرفت

پکڑتی ہے۔ چونکہ ابھی عذاب کا وقت نہیں آیا ہوتا اس لئے شوخیوں میں یہ آگے بڑھ رہے ہوتے ہیں۔ اور چونکہ اس زمانہ میں دنیوی حسنات بھی ان کو مل رہی ہوتی ہیں اس لئے وہ سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے انہی کو "خَیْر" دی گئی ہے۔ (اور وہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں بہت بزرگ ہیں) اور دُنیا کی حسنات اور دُنیا کی دولتیں جو انہیں دی گئی ہیں وہ اس لئے دی گئی ہیں کہ اُن کے ذریعہ سے آگے تقسیم ہوں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ۔ اُن کی ذہنیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزانے صرف اُن کے پاس ہیں کیونکہ جو متّبعین ہیں وہ غُربت کی حالت میں ہوتے ہیں، وہ کس مُپرسی کی حالت میں ہوتے ہیں۔ وہ دھتکارے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور جو مُنکرین ہیں ان میں سے اکثر دولت اور اقتدار کے لحاظ سے بڑے بلند دُنیوی مقام پر فائز ہوتے ہیں اس لئے وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزانے صرف انہی کو مِل سکتے ہیں۔ اور دُوسروں کو نہیں مِل سکتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ جو خزانوں کا دینے والا ہے وہ عزیز بھی ہے۔ اور وہ وھّاب بھی ہے۔ یہ لوگ خدائے وہّاب کی رحمتوں سے جب حصّہ لیتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ عزیز نہیں اور اس کے مقرب بندے کے مقابلہ میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور یہ بھُول جاتے ہیں کہ وہ خدا عزیز بھی ہے۔ اور جب

خدا تعالیٰ کا غالب ہاتھ

قہر کا طمانچہ لگاتا ہے تو پھر وہ مایوس ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ خدا وھّاب نہیں۔ لیکن مومن خدا تعالیٰ کو وہّاب بھی سمجھتا ہے اسی لئے اس کی راہ میں قربانیاں دے رہا ہوتا ہے۔ اُسے معلوم ہے کہ جو ہم قربانیاں دیں گے خدا تعالیٰ کسی کا قرض نہیں رکھتا، اُن قربانیوں سے ہزار دو گنا بلکہ بے شمار گنا واپس (اسی دُنیا میں بھی) کرتا ہے۔ لیکن جو اس کے مقابلے میں آخروی زندگی کے معاملات ہیں ان کا تو کوئی مقابلہ ہی نہیں۔ اس زندگی اور یہاں کی حسنات اور یہاں کی لذتوں اور یہاں کے آراموں سے بہرحال وہ وہّاب خدا کا عرفان بھی رکھتے ہیں۔ لیکن اس حالت میں وہ خدا تعالیٰ سے ڈرتے بھی رہتے ہیں۔ اُسے عزیز بھی جانتے ہیں۔ اُن کے دل میں تکبّر اور غرور نہیں پیدا ہوتا۔ لیکن جو مُنکر ہے۔ جس وقت خدا تعالیٰ کی رحمت کا سلوک امتحان کے طور پر اس دُنیا میں ابتدائے مخالفت میں اُس کے ساتھ کیا جاتا ہے تو وہ خدائے وہّاب کو تو پہچانتے ہیں۔ لیکن وہی اللہ جس کی دوسری صفت العزیز بھی ہے، اس کو پہچانتے نہیں۔ اور جب خدائے عزیز کی گرفت میں آجاتے ہیں۔ پھر یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے لئے

خدا تعالیٰ کی رحمت کا کوئی جلوہ

اب ظاہر نہیں ہوگا۔ جیساکہ وہ واقعہ آتا ہے (مَیں مختصراً بیان کروں گا) حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر تلوار لے کر ایک شخص حملہ آور ہوا۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب اُس نے پُوچھا کہ اب تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچانے والا ہے آپ نے فرمایا میرا خدا۔ اور اس پر اتنا رُعب طاری ہُوا کہ تلوار اُس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ اور جس وقت تلوار اُس کے ہاتھ سے گری تو آپ نے اپنی تلوار ہاتھ میں لے کر اُس سے پُوچھا، تمہیں اب میرے ہاتھ سے کون بچانے والا ہے۔ کہنے لگا آپ ہی رحم کر دیں۔ وہ یہ سمجھا ہی نہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت کے ذریعہ بچانے والا ہے تو اسے بھی خدا ہی بچانے والا ہے۔ تو جو سبق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُس شخص کو سکھانا چاہتے تھے وہ اُس نے نہیں سیکھا۔ اور اشارہ نہیں سمجھا۔

پس مخالفین جب رحمت کا جلوہ دیکھتے ہیں تو مخالفت میں تیزی دکھاتے ہیں اور جب خدا تعالیٰ کا عذاب چکھتے ہیں تو اس وقت یہ بھُول جاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ وہّاب بھی ہے۔ اُس کی رحمتوں کے جلوے بھی انسان پر آتے ہیں اور نبی کی تو بعثت ہی اس لئے ہوتی ہے کہ رحمت کے جلوے انسان دیکھے تو ان کا ایک حصّہ عذاب کے وقت بھی اس طرف توجّہ نہیں دیتا۔ قرآن کریم نے کہا ہے کہ

عذاب بار بار آتا ہے

کچھ لوگ عذاب کی شکل میں آنے والے پہلے ہی امتحان میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ کچھ دُوسرے جھٹکے میں ہو جاتے ہیں۔ کچھ تیسرے جھٹکے میں ہو جاتے ہیں۔ اور کچھ لوگ آخری وقت تک انتظار کرتے اور اُن کا ایک حصّہ سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ کے نظارے دیکھتا اور پھر وہ فتحِ مکّہ کی شان نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی دیکھتا ہے۔ وہاں وہ مارا جاتا ہے اور یہاں وہ کہتا ہے کہ آپ ہمیں معاف کر دیں۔ فتحِ مکّہ میں ایسا ہی ہُوا۔ یہ نہیں کہا کہ ہم خدا تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اور وہ ہمیں معاف کر دے گا۔ انہوں نے کہا کہ آپ ہم پر

رحم کریں

اور اسی واسطے اُن کے بعض سرداروں کو بتانے کے لئے کہ اللہ تعالیٰ کتنا رحم کرنے والا ہے۔ مَیں تو اس کا ایک کارندہ ہُوں۔ اور اس کے حکم سے کرتا ہوں جو کرتا ہوں۔ اُن سے کہا اچھا تمہارے گھر میں جو داخل ہو جائے گا اُس کو ہم پناہ دیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دو گروہ ہو جاتے ہیں۔ ایک مومنوں کا گروہ۔ ایک کافروں کا گروہ۔ جو کافر ہیں وہ انکار کرتے ہیں۔ اور حقیقتاً اس لئے انکار نہیں کرتے کہ وہ اُس نبی کے منکر ہیں۔ اور پہلوں کے وہ ماننے والے ہیں۔ بلکہ ایک زمانہ گزرنے کے بعد حقیقت یہ ہے کہ قصّے رہ جاتے ہیں۔ اور

حقیقی ایمان دِل میں نہیں ہوتا

کیونکہ اگر حقیقی ایمان ہو تو نئے آنے والے پر بھی فوراً ایمان لے آئیں۔ کیونکہ وہی سلوک جو پہلوں سے تھوڑا یا بہت اللہ تعالیٰ کا ہُوا وہی سلوک بعد میں آنے والے سے ہُوا۔ اب نبیٔ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے انتہائی پیار کیا۔ اس میں شک نہیں۔ لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ پہلے انبیاء سے بھی اللہ تعالیٰ نے پیار کیا۔ ان حالات کے مطابق ان کے ذریعہ جو ذمہ داریاں اُن کی اُمّت کی اُن پر ڈالی گئی تھیں۔ اس کے مطابق پیار کیا۔ لیکن جس نے انتہائی قربانی اپنے پیدا کرنے والے ربّ کے حضور پیش کی اور جو انتہائی محبّت اور عشق کے مقام پر پہنچا اُس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انتہائی تعلق اور محبّت اور پیار کا سلوک کیا۔ لیکن اس کا جو خاکہ بنتا ہے۔ اور جو تصویر بنتی ہے وہ شروع سے ایک ہی ہے کہ خدا تعالیٰ کا پیار نبی اور اس کے ماننے والوں کو حاصل ہوتا ہے۔ آدم سے لے کر اس وقت تک ہم نے یہی دیکھا۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کو شک ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ذِکر نازل بھی ہوتا ہے یا نہیں۔ اور اس شک کی وجہ سے وہ آنے والے کو بھی نہیں مانتے اور حقیقت یہ ہے کہ بَلْ لَّمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ۔ اُس وقت تک یہ مخالفت کرتے رہیں گے۔ منصوبے بناتے رہیں گے۔ تکالیف دیتے رہیں گے۔ ناکام کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے جب تک

اللہ تعالیٰ کی صفتِ عزیز کا جلوہ

گرفت کی صُورت میں نہیں دیکھیں گے۔ اور اس عرصہ میں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی رحمت کے خزانے صرف اُن کو دیئے گئے ہیں۔ اور مؤمنین کو وہ نہیں مل سکتے۔

جیساکہ مَیں نے بتایا ہے مومن کو اللہ تعالیٰ ابتلاء میں ڈالتا ہے۔ ایک تو اس کا یہ امتحان لیتا ہے کہ جو تربیت خدا تعالیٰ کے نبی اور مامور کے ذریعہ سے اُس کی کی گئی ہے وہ تربیت اس نے حاصل کی یا نہیں۔ دُوسرے دُنیا کو یہ بتانا ہوتا ہے کہ دیکھو میرے بندے میری خاطر دُنیا کا ہر ظلم سہنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن مجھ سے

ہے دفاع کرنے کے لئے تیار رہیں۔ خدا تعالیٰ اپنے پیاروں کا یہ نظارہ دنیا کو دکھانا چاہتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب عذاب کی شکل میں اس کا حکم نازل ہوتا ہے تو اس وقت مومن بھی اور کافر بھی اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ

سب سے زیادہ گھاٹا پانے والے

وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی آواز پر لبیک نہیں کہتے اور اس کے ماموروں اور اس کے انبیاء کو جھٹلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مختلف پیرایوں میں یہ مضمون قرآن کریم میں بیان کیا اور ہمارے سامنے رکھا ہے۔ ماننے والوں کو تو یہ حکم دیا ہے کہ جلدی نہ کرنا۔ اور جو تمہیں دکھ پہنچانے والے تم پر ظلم کرنیوالے تمہیں ہلاک کرنے کی تدابیر کرنے والے ہیں جو عزت کرنے والے کو حقیر سمجھنے والے ہیں ان کے لئے دعائیں کرو۔ ان کے لئے یہ دعا کرو کہ وہ عظیم نعمت جو اللہ تعالیٰ کے پیار کی شکل میں تم نے دیکھی اور اس سے مخالف محروم رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے بھی یہ سامان پیدا کرے۔

ہماری جماعت اس وقت مہدی اور مسیح علیہ السلام کی جماعت ہے۔ اور وہ احمدی جو یہ سمجھتا ہے کہ ہمیں دکھ نہیں دیئے جائیں گے۔ ہم پر مصیبتیں نازل نہیں کی جائیں گی۔ ہماری ہلاکت کے سامان نہیں کئے جائیں گے ہمیں ذلیل کرنے کی کوشش نہیں کی جائے گی۔ اور آرام کے ساتھ آخری غلبہ حاصل کر لیں گے وہ غلطی خوردہ ہے۔ اس نے اس سنت کو نہیں پہچانا جو آدمؑ سے لے کر آج تک انسان نے خدا تعالیٰ کی سنت پائی۔

ہمارا کام ہے دعائیں کرنا

اللہ تعالیٰ کا یہ کام ہے کہ جس وقت مناسب سمجھے اس وقت وہ اپنے عزیز ہونے کا اپنے قہار ہونے کا جلوہ دکھائے اور کچھ کو ہلاک کر دے اور بہتوں کی ہدایت کے سامان کر دے۔ دیکھو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال ابھی میں نے آپ کے سامنے رکھی ہے۔ جو مخالف تھے ان میں کتنے فی صد خدا تعالیٰ کے قہر کا نشانہ بنے؟ اور مارے گئے؟ بہت کم باقیوں کے لئے وہ عذاب جو بار بار مختلف شکلوں میں آتے تھے۔ وہ ان کے لئے عبرت کا موجب بنے اور ہدایت کا ذریعہ بن گئے۔

پس ہمارا کام اپنے لئے یہ دعا کرنا ہے کہ جو ہمیں دوسروں کے لئے دعائیں کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ کہیں ہم اس کو بھول نہ جائیں۔ ہمارا کام غصہ کرنا نہیں ہمارا کام غصہ پینا ہے۔ ہمارا کام انتقام اور بدلہ لینا نہیں ہمارا کام معاف کرنا ہے۔ ہمارا کام دعائیں کرنا ہے۔ ان کے لئے جو ہمارے اشد ترین مخالف ہیں۔ کیونکہ وہ پہچانتے نہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہیں۔ اور اس کے پیار کی راہوں سے وہ بھٹک گئے ہیں۔ یہ ہمارا کام ہے اور جس وقت پھر خدا تعالیٰ ایک لمبے سلسلہ کے بعد جو صفت عزیز کے جلووں کا سلسلہ ہے۔ یعنی کبھی کہیں تھوڑی گرفت ہوتی ہے۔ اور کسی اور مقام پر اور کسی اور زمانہ میں زیادہ سخت گرفت ہوتی ہے ان سب کا نچوڑ یہ ہے کہ دو چار فی صد لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں لیکن باقیوں کے لئے ہدایت کا سامان پیدا ہو جاتا ہے۔ آخر خلافت راشدہ میں اسلامی مہم میں کتنی وسعت پیدا ہو گئی تھی۔ اور جہاں جہاں

اسلام کا اثر و نفوذ

پہلا کسریٰ کے ساتھ تو لڑائیوں میں ایران کے باشندوں میں سے ایسا تو نہیں ہوا کہ نوے فی صد لوگ مارے گئے ہوں۔ یہ بھی نہیں کہ ان میں سے پانچ فی صد لوگ ہلاک ہوئے ہوں۔ میرا خیال ہے کہ شاید ایک فی صد بھی ہلاک نہ ہوئے ہوں۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی گرفت کے جلوے اپنے عزیز ہونے کے جلوے ظاہر کئے اور ان کے لئے ہدایت کا سامان پیدا کر دیا۔ اور ان کی بھاری اکثریت مسلمان ہو گئی۔ پھر ان لوگوں نے بڑے اخلاص کا مظاہرہ کیا۔ اور انہوں نے اپنی قوتوں اور استعدادوں کو اللہ کی راہ میں وقف کر دیا تھا۔ سپین کے فاتحین موسیٰ اور طارق تھے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ ایران سے وہاں گئے ہوئے تھے۔ اور ان لڑائیوں میں غلام بنا کر لائے گئے تھے۔ وہ جنگی قیدی تھے۔ پھر اسلام کے اندر ان کی تربیت ہوئی

پھر ان کی جتنی ذہنی طاقتیں اور استعدادیں تھیں وہ اسلام کے لئے وقف ہو گئیں اور اپنا کچھ باقی نہ رہا۔ اور انہوں نے

اطاعت امام کا اعلیٰ نمونہ

قائم کیا۔ حالانکہ ان کے زمانہ میں تو خلافت نہیں تھی۔ ملوکیت آگئی تھی۔ لیکن پھر بھی اسلام کے نظام کی اطاعت کے لئے انہوں نے اپنی غلط فہمی کے نتیجہ میں جو سزا ملی سہ لی۔ اس سلسلہ میں انہوں نے اپنی جانیں تک قربان کر دیں۔ لیکن اسلام سے جو انہیں پیار اور محبت تھی۔ اس پر انہوں نے حرف نہیں آنے دیا بہرحال یہ دوسری باتیں ہیں مجھے جو فکر رہتی ہے وہ یہ ہے کہ احباب جماعت میں سے بعض جذباتی ہو جاتے ہیں۔ ان کو کہیں اپنے مخالف کے خلاف اس قسم کا غصہ نہ آئے کہ جس کی اجازت ہمیں ہمارے رب نے نہیں دی۔ خدا تعالیٰ نے یہ کہا ہے کہ میری خاطر تم سہہ لو میں آسمانی فرشتوں کو بھیجوں گا۔ تاکہ تمہاری مدد کریں۔ اب ظاہر ہے اور موٹی عقل کا آدمی بھی یہ جانتا ہے کہ اگر کسی فرد پر کوئی دوسرا فرد حملہ آور ہو۔ اور جس پر حملہ کیا گیا ہے اس کو اپنے دفاع کے لئے ان دو چار ہتھیاروں میں سے جو میسر ہوں کسی ایک ہتھیار کے منتخب کرنے کا موقعہ ہو تو عقل کہتی ہے کہ اس کے نزدیک جو

سب سے زیادہ مضبوط اور موثر ہتھیار

ہو گا۔ وہ اسے منتخب کرے گا۔ تو اگر ہماری عقل یہ کہتی ہے کہ ایک مومن کی عقل کو یہ فیصلہ کرنا چاہیئے کہ اگر دنیا کے سارے وسائل بھی ہمارے پاس ہوں اور ان کے ساتھ ہم اپنے مخالف کا مقابلہ کریں تو ہماری ان تدبیروں میں وہ قوت اور طاقت نہیں جو ان فرشتوں کی فوج میں ہے جنہیں اللہ تعالیٰ آسمان سے بھیجے اور کہے کہ میرے بندوں کی حفاظت کرو۔ اور ان کی خاطر مخالفین سے لڑو۔ پس جب یہ بات ہے تو ہماری عقل کہتی ہے کہ ہمیں کمزور ہتھیار سے اپنے مخالف کا مقابلہ نہیں کرنا چاہیئے جب ہمیں ایک مضبوط ہتھیار میسر آ سکتا ہے اور آرہا ہے تو ہمارے خدا نے ہمیں یہ کہا کہ تمہارا کام ہے دعائیں کرنا اور میرا کام ہے۔ (۱) تم سے قربانیاں لینا تاکہ تم میرے فضلوں کے زیادہ سے زیادہ وارث بن جاؤ اور (۲) تمہاری اجتماعی زندگی کی حفاظت کرنا خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے۔ اور اس کے بعد ہمیں اپنے غصے نہیں نکالنے چاہئیں۔ تمہارا کام ہے دعائیں کرو گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو

جہاں کہیں ہمیں کوئی تکلیف دینے والا ہے وہاں خود سوچو کہ کوئی ایسی تدبیر نہیں ہو سکتی کہ ہم اس کی کسی تکلیف کو دور کر کے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو ماننے والے ہوں اب یہاں بھی۔

ہماری بڑی مخالفت ہو رہی ہے

لیکن اجتماعی طور پر احمدیوں کے دلوں کی کیفیت یہ ہے کہ ہمیں ہر وقت یہ فکر رہتی ہے۔ کہ ہمیں کوئی ایسا انسانی دکھ نظر آئے جس کو ہم دور کر سکیں تو اس کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ اب اخبار میں ایک دن یہ خبر آئی کہ دریائے سندھ نے اپنے بہاؤ کا رخ موڑا ہے اور پچاس گاؤں اس کی زد میں آگئے ہیں۔ اور لوگ بڑی تکلیف میں ہیں۔ اور ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں۔ (میں ایک مثال دے رہا ہوں ہماری کیفیت یہی رہنی چاہیئے۔ اسی میں برکت ہے۔) میں نے خدام الاحمدیہ کو کہا کہ وہاں آدمی بھیجو اور پتہ لو کہ ان کو کس چیز کی ضرورت ہے۔ تاکہ ہم ان کی ضرورتیں پوری کریں۔ ہمارے دو نوجوانوں کا وفد وہاں گیا اور انہوں نے وہاں سارے

حالات کا جائزہ لیا

اور ایک مفصل رپورٹ اپنے دفتر میں پیش کی وہ مجھے بھجوائی گئی ہمیں پتہ لگا کہ وہ لوگ تکلیف میں تو ہیں۔ لیکن اس تکلیف کو ہم جماعتی طور پر دور نہیں کر سکتے حکومت دور کر سکتی ہے۔ میں نے دفتر کو کہا کہ "مساوات" کو جس نے یہ خبر دی تھی لکھو کہ ہم نے خدام بھیجے تھے ان کی یہ رپورٹ ہے اور ان کی تکلیف حکومت کے سوا اور کوئی دور نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ان کی تکلیف یہ ہے کہ اس علاقہ میں بڑے بڑے زمیندار ہیں۔ اور یہ بیچارے غریب کسان ہیں۔ ان کا پچھلے سال کے سیلاب

میں بھی نقصان ہوا۔ مکانات گر گئے۔ اب چھران کے مکانات گر گئے ہیں۔ اور بڑے زمیندار ان غریبوں کو کوئی اونچی جگہ دینے کو تیار نہیں۔ جہاں وہ اپنا گاؤں آباد کر سکیں اور پانی سے محفوظ رہیں۔ اب یہ کام یا آپ تو نہیں کر سکتے کہ زمینداروں سے زمین چھین کر ان غریبوں کو دیں۔ حکومت کو توجہ کرنی چاہئیے۔

پس میں نے انہیں ہدایت کی ہے کہ "مساوات" کو خط لکھیں کہ وہ اس امر کو شائع کرے یا اپنے کسی ذریعہ سے حکومت کو توجہ دلائے کہ اس طرح پاکستان کے کچھ دیہات تکلیف میں ہیں اور صرف حکومت اس تکلیف کو دور کر سکتی ہے کوئی اونچی جگہ سروے کر کے کہ جہاں گذشتہ سال پانی نہیں آیا۔ اور اب بھی نہیں آیا وہ جگہ منتخب کر کے انہیں دیں تاکہ وہ اپنا گاؤں آباد کریں۔ اور سکھ اور چین کی زندگی گزار سکیں۔

ہماری ذہنیت اور روح

ہے کہ ہم نے کسی کو دکھ نہیں دینا۔ بلکہ یہ کوشش کرنی ہے۔ کہ جتنے بھی دکھ ہمارے ذریعہ سے دور ہو سکیں۔ وہ ضرور دور ہو جائیں۔ گذشتہ سال سیلاب کے دنوں میں اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل کیا۔ اور ہمارے دل اس کی حمد سے معمور ہیں کہ ہمارے نوجوانوں نے بے دریغ بلکہ بیسیوں نے اپنی جانیں خطرے میں ڈال کر ان لوگوں کی جانیں بچائیں جو جہالت کی وجہ سے ہر وقت ہماری اینٹ سے اینٹ بجانے کے لئے تیار رہتے تھے۔ کیونکہ اگر وہ اس نور کو دیکھ لیں۔ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا آج مہدی علیہ السلام پر نازل ہوا ہے۔ تو پھر تو سارے جھگڑے ہی ختم ہو جاتے ہیں۔

پس ہمیں خدا تعالیٰ نے بڑا عظیم وعدہ دیا ہے۔ اور بڑی عظیم بشارت دی ہے کہ ہمارے ذریعہ ہم جو بالکل کمزور ہیں۔ اور اس دنیا میں ایک دھیلہ بھی ہماری قیمت نہیں ہے۔ ہمارے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ اسلام کو غالب کرے گا۔ اور جب دنیا کے بادشاہوں کے جرنیل اس سے کروڑوں گنا کام کرتے ہیں تو ان کو بادشاہوں کی طرف سے انعام ملتا ہے تو وہ جو حقیقی بادشاہ اور عالمین کا بادشاہ ہے۔ اس کی خاطر جب جماعت کے افراد اور جماعت بحیثیت مجموعی یہ کام کرے گی۔ اور دنیا میں اسلام کو غالب کرے گی۔ اور

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پیار

دنیا کے دل میں میخ کی طرح گاڑ دے گی۔ تو جو تمام خزانوں کا مالک ہے اور بادشاہوں کا بادشاہ اور حقیقت میں وہی ایک بادشاہ باقی تو سب یونہی ہیں اللہ کی طرف سے ہمیں کتنا بڑا انعام ملے گا۔ جس کی ہم توقع رکھتے اور امید رکھتے ہیں۔ اس لئے غصہ میں نہ آیا کرو اور یہ سمجھ کر خدا تعالیٰ نے جب

بَلْ لَمَّا يَذُوقُوا عَذَابِ

جو کہا تو اس وقت جو خدا تعالیٰ کے قہر کا ہاتھ حرکت میں نہیں آیا تو میرا کیا حق ہے کہ میرا ہاتھ خدا تعالیٰ کی منشاء کے خلاف حرکت میں آجائے وہ تو جب وقت آئے گا۔ اور جس قدر وہ گرفت چاہے گا۔ جن پر وہ ہلاکت کی گرفت کرنا چاہے گا۔ اور جن کو دوسروں کے لئے عبرت کا مقام بنانا چاہے گا۔ وہ خود اس کا انتظام کرے گا۔ ہمیں اس کی کوئی فکر نہیں۔ جس چیز کی ہمیں فکر ہے وہ ہمارے اپنے نفوس اور اپنی غلطیاں ہیں۔ کہ ہماری کسی کمزوری اور کسی غفلت کے نتیجہ میں ہمارا رب کریم ہم سے کہیں ناراض نہ ہو جائے۔ خدا نہ کرے کہ کبھی ایسا ہو۔ آمین"۔

خطبہ ثانیہ سے قبل حضور نے اپنی صحت کے متعلق فرمایا:-

"میں نے پچھلے خطبہ میں بھی بتایا تھا کہ گرمی میں میرے خون کی شکر بڑھ کر بیماری بن جاتی ہے گرمی جب ہوتی ہے مجھے یہ تکلیف ہے میں ابھی انگریزی دوائیاں استعمال نہیں کرتا۔ ہومیو پیتھک یا طب یونانی کی کوئی دوائی استعمال کر لیتا ہوں۔ کیونکہ میری غرض ہے انگریزی دوائیاں اس لئے استعمال نہیں کرتا کہ ان کی عادت پڑ جاتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ مجھے توفیق دیتا رہے۔ کام میرے ایسے ہیں کہ جن میں کوئی عادت میرے ساتھ چل نہیں سکتی۔ نہ کھانے کا کوئی وقت نہ کچھ یعنی کوئی بھی عادت مجھے نہیں پڑنی چاہئیے۔ تو جس دوائی کی عادت پڑ جائے۔ وہ پھر کام میں روک بنے گی۔ اس لئے میں انگریزی دوائیوں سے بچ رہا ہوں۔ ورنہ تو اگر خدا کا منشاء یہ ہو کہ انگریزی دوائیاں کھاؤ تو کھائیں گے۔ اس ہفتہ میں خون کی شکر پہلے سے کمی کی طرف مائل ہے لیکن ابھی کافی بیماری کی شکل میں ہے۔ اس لئے دوست دعا کریں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس بیماری کو دور کرے اور کام کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا کرے"۔

آل کشمیر احمدیہ مسلم کانفرنس

بمقام: یاڑی پورہ۔ بتاریخ ۱۷/۱۸ اگست ۱۹۷۴ء

نمائندگان جماعت ہائے احمدیہ کشمیر کی تجویز کے مطابق امسال آل کشمیر احمدیہ مسلم کانفرنس بمقام یاڑی پورہ (YARI PURA) بتاریخ ۱۷-۱۸ اگست ۱۹۷۴ انعقاد پذیر ہو گی۔ احباب کثرت کے ساتھ اس کانفرنس میں شامل ہو کر روحانی فائدہ اٹھائیں۔

یاڑی پورہ میں مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ اسلام آباد کو کانفرنس سے متعلق ضروری امور کی سرانجام دہی کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ احباب ان سے پورا پورا تعاون فرما کر ممنون فرمائیں۔ احباب جماعت کانفرنس کی کامیابی کے لئے بھی دعا کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر طرح اپنا فضل شاملِ حال رکھے اور سب کا حافظ و ناصر ہو

المُعلِن

خاکسار غلام نبی نیاز مبلغ سرینگر (کشمیر)

ضروری اعلان منجانب نظارت دعوۃ و تبلیغ

اطلاعات ملی ہیں کہ ملک کے مختلف حصوں سے شائع ہونے والے اخبارات میں آج کل جماعت سے متعلق مخالفانہ خطوط بکثرت شائع ہو رہے ہیں۔ احباب ایسے تراشے بغرض اطلاع و کارروائی دفتر ہذا میں بھیج دیتے ہیں۔ جو ایک اچھی بات ہے۔ اس کے ساتھ بہتر اور مفید صورت یہ بھی ہے کہ ہر علاقے کے احمدی احباب پوری ذمہ داری کے ساتھ ان خطوط کا جواب بھی خود ہی تیار کر کے اسی اخبار میں بغرض اشاعت دے دیا کریں تاکہ اخبار بین حضرات کے سامنے دونوں رخ آجائیں اور جماعت کے بارہ میں غلط فہمیوں کا ساتھ کے ساتھ ازالہ ہوتا جائے۔ امید ہے کہ اعتدال پسند اخبارات کو احمدیوں کے نقطۂ نظر پر مشتمل ایسے خطوط کی اشاعت میں کوئی عذر نہ ہوگا۔ بلکہ وہ خوشی سے ایسا کرنے کے لئے تیار ہوں گے۔

احباب جماعت کی طرف سے اس طریق پر تعاون کے نتیجہ میں بیرونجات کے احباب کو بھی اس کار خیر میں عملاً حصہ لینے کا موقعہ ملے گا۔ ان کے علم میں بھی اضافہ ہوگا انشاء اللہ اور بر وقت جواب اخبار والوں کے نزدیک قابل اشاعت بھی ہو گا۔ ورنہ مرکز میں ایسے تراشے بھجوانے اور مرکز سے ان کے جوابات بصورت خطوط تیار کر کے اخبار والوں کو بھجوانے میں اتنی تاخیر ہو جائے گی کہ غالباً اس کی اشاعت اتنی تاخیر کی وجہ سے ممکن نہ ہوگی۔

(ناظر دعوت و تبلیغ)

ولادت میرے بڑے بھائی مکرم رحمت اللہ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے دوسرا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ حضرت میاں صاحب نے ازراہ شفقت بچہ کا نام نصر اللہ تجویز فرمایا ہے۔ نومولود کی خیر و عافیت اور درازی عمر نیز نومولود کے خادم دین بننے کے لئے احباب جماعت سے درخواست دعا ہے۔ خاکسار عنایت اللہ بہم بعدرواہ

بے بس احمدیوں پر پاکستان میں کیا بیتی؟

لرزہ خیز مظالم کی چند سچی داستانیں!

تازہ ترین اطلاعات کے مطابق پاکستان میں احمدیوں کا سوشل بائیکاٹ جاری ہے۔ بھرے جلسوں سے گلی کوچوں کی انفرادی گفتگو تک، اخبارات میں شائع ہونے والے اشتعال انگیز مضامین سے دیواروں پر لگے پوسٹروں تک دُشنام دہی اور دلآزاری کی کسر نہیں چھوڑی جا رہی۔ گویا احمدیوں کے پہلو میں حساس دِل نہیں، بلکہ پتھر ہے۔ اس نام کے اسلامی ملک میں کسی طرح کے قانون کی حکومت نہیں۔ بلکہ جنگل کا راج ہے۔ اسلئے تو قتل و غارت گری کے ساتھ ساتھ نہتے احمدیوں کو بے دردی سے زدوکوب کرنا، اینٹ پتھر مار کر لہولہان کر دینا، چہروں کا حلیہ بگاڑنا ان کا معمول بن گیا ہے۔ عقیدے سے برگشتہ کرنے کے لئے ہر قسم کے تشدّد آمیز حربے استعمال میں لانے سے دریغ نہیں۔ جائیدادوں کی لوٹ بھی ہے۔ آتش زنی سے حسد کی آگ ٹھنڈی کی جا رہی ہے۔ ہزاروں احمدی بے گھر ہو چکے ہیں۔ پھر محصور زندگی گزارنے پر مجبور کر دیئے گئے ہیں۔ مگر قربان جایئے ان سب مخلصین اور دین کے جانثاروں پر کہ صبر و تحمل کا دامن کسی وقت چھوٹنے نہیں دیا۔ اور ہر حالت میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی نصیحت پر خوب عمل کر کے دکھا رہے ہیں:

دشمن کو ظلم کی برچھی سے تم سینہ و دل برمانے دو
یہ درد رہے گا بن کے دوا تم صبر کرو وقت آنے دو

احمدیوں کی طرف سے بے نظیر صبر و ثبات اور مخالفین کی طرف سے انسانیت سوز مظالم کا تختہ مشق بننے والے چند احمدیوں کی درد بھری کہانی ان کی اپنی زبانی ذیل میں درج کی جاتی ہے:۔ (ایڈیٹر)

(۱)

مکرم عبدالرحیم صاحب آف بالسو کشمیر ساکن سرحد دروا نجیر آپ بیتی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"۹ر جون ۱۹۷۴ء کی ارغوانی صبح مشرق پر شانِ آشام پر نیاں لہراتی ہوئی طلوع ہونے کو تھی۔ آٹھ تاریخ کی سیاہ شام ٹوپی کے واقعہ خونچکاں کی تاریخ ساز داستاں کی نذر ہو چکی تھی۔ تشویشناک خبروں کا سلسلہ جاری تھا۔ علاقہ کے لوگ مسلح ہو کر ٹرکوں اور بسوں میں نام نہاد جہاد کے لئے ٹوپی کی طرف جا رہے تھے اسماعیلہ کے بارے میں بھی تشویشناک خبریں آ رہی تھیں۔ خوف و ہراس کا پھیلنا لازمۂ بشری تھا۔

لوگوں کو یقین ہو چکا تھا کہ ۹ر جون کی صبح کو گنگو ڈھیر میں خون کی ہولی کھیلی جائے گی۔ "خدائی فوجدار" ٹوپی سے واپسی پر اپنے مزعومہ اسلامی اخلاق اور جوش و جہاد کا مظاہرہ کریں گے۔ وہ نہ بوڑھوں کو معاف کریں گے نہ معصوم بچوں کو۔ وہ عورتوں کو بھی قتل کرنے میں باک نہیں محسوس کرتے۔ وہ مساجد کو نذر آتش کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ اور قرآن کریم کو پھاڑ کر جلانا ان کا محبوب مشغلہ ہے قریب کے گاؤں "اسپین کانی" سے لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ قریباً رات کے گیارہ بجے ہمیں آگاہ کیا گیا کہ آئندہ لمحات نہایت ہیبتناک اور بے حد خوفناک ہیں۔ خان بابا اپنے بال بچوں کی حفاظت کا انتظام کریں۔ بعد نصف شب کے اطلاع ملی کہ علاقہ کے لوگ غالباً خان صاحب کو ان کی خاندانی وجاہت اور تعلقات کی بنا پر شاید برداشت کر لیں۔ لیکن ماسٹر صاحب[1] کی جان بخشی کی کوئی صورت ممکن نہیں ہے۔

پہلے تو خانصاحب کا ارادہ تھا کہ کچھ بھی ہو مردانہ وار مقابلہ کر کے شہادت کا جام نوش کرنے کی سعادت حاصل کی جائے۔ لیکن چراہل دیہہ کے اصرار پر فیصلہ ہوا کہ ہجوم کی آمد سے پہلے گھروں کو چھوڑ کر اپنی جانیں محفوظ کی جائیں۔ کیونکہ اتنے بڑے ہجوم اور ایک تحصیل کے تمام لوگوں کا تن تنہا مقابلہ کرنا "وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ" کے حکم کے صریح خلاف ہے۔

صبح کی اذان کے وقت محترم خانصاحب کے اہل و عیال نصف میل کے فاصلہ پر اپنے ایک غیر احمدی چچا کے ہاں جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ محترم خانصاحب خاکسار کو ربوہ کے لئے رخصت کرتے ہوئے اپنا سامان سے بھرا ہوا پکا مکان مہمان خانہ اور غلہ کا اسٹور اور مویشی چھوڑ کر کھیتوں کی طرف تن تنہا روانہ ہوئے ؎

تیری خاطر اے میرے مولا کریم
ہم نے اپنے دیار کو چھوڑا
روئے گل اور صدائے بلبل کو
اور فصلِ بہار کو چھوڑا
سپردم بتو مایۂ خویش را

[1] یعنی راقم الحروف

فضا میں ہر طرف "اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ" کی آیت جمیلہ لہراتی نظر آ رہی تھی۔

جہانگیرہ پہنچ کر خاکسار پر ایک ناممکن البیان کیفیت طاری ہوئی عالم تخیل میں بھوکے پیاسے معصوم بچوں کے رونے اور بلبلانے کی آوازیں کانوں میں گونجنے لگیں احباب ٹوپی کا صحیح حال معلوم کئے بغیر دل نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ضرور پوچھنا تھا۔ جہانگیرہ سے بس میں بیٹھ کر ٹوپی کی طرف روانگی ایک گونہ سکونِ قلب کا باعث ہوئی۔ راستہ میں بس میں سوار لوگ فخریہ انداز میں کہہ رہے تھے کہ کل ہم نے ٹوپی میں خوب جہاد کیا۔

ٹوپی میں احمدیہ احباب کے مکانات کے کھنڈرات سے دھوئیں کے بادل اُٹھ رہے تھے۔ اور ہر طرف

قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ

کا نظارہ تھا۔

اسی اثناء میں ایک ہجوم نے خاکسار کے گرد گھیرا ڈالا۔ اور للکار کر کہا۔ اب آپ کے بچ کر نکل جانے کی کوئی صورت نہیں ہے ہمیں معلوم ہو چکا ہے کہ آپ "قادیانی گوریلا" ہیں اور یہاں جاسوسی کرنے آئے ہیں۔ پھر سوالات کی بوچھاڑ ہوئی۔

(۱) اور گوریلے کہاں چھپے ہوئے ہیں؟

(۲) اسلحہ کہاں ہے؟

(۳) آپ کے گوریلوں کی کتنی تعداد ہے؟

(۴) ٹوپی کے قادیانیوں کے اہل و عیال کہاں پہنچ گئے ہیں۔

(۵) گوریلوں کا پروگرام کیا ہے۔؟ ان نام نہاد مسلمانوں کی اخلاقی گراوٹ کا اندازہ اس بات سے بخوبی ہوتا ہے کہ یہ لوگ بار بار احمدی احباب کے اہل و عیال کے بارے میں سوال کر کے ان کا درپیش مسئلہ مجرمانہ پتہ معلوم کرنا چاہتے تھے

اتنے میں ایک مولوی صاحب آئے انہوں نے آتے ہی اس گٹھڑی پر قبضہ کیا جس میں خاکسار کے تین عدد قرآن کریم تھے۔ انہیں میرے قرآن کریم میں پڑا ہوا ایک خط ملا جو کہ کئی سال پہلے خاکسار کی ایک دعائیہ نظم کے جواب میں حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اطال اللہ بقاءھا نے اپنے دست مبارک سے خاکسار کو لکھا تھا اور خاکسار نے تبرکاً قرآن کریم میں محفوظ کیا تھا لیکن اب خاکسار کو بھول گیا تھا کہ یہ خط قرآن کریم میں ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ مولوی صاحب مذکور اس خط کے مندرجات سمجھنے سے قاصر ہے لیکن اوپر "بیت النصر ربوہ" دیکھ کر کہنے لگے کہ واقعی آپ قادیانی گوریلا ہیں۔ یہ دیکھو آپ کو ربوہ سے ہدایات موصول ہو رہی ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا کہ ہیں تو یہ واجب القتل لیکن چونکہ تھانیدار صاحب ہمیں ذمہ دار ٹھہرا گئے ہیں لہٰذا قتل کا فتویٰ تو نہیں دیا جا سکتا ہم مجبور ہیں۔

اس سے پہلے تھانیدار صاحب ہجوم میں تشریف لائے تھے۔ لیکن بغیر کسی بات کے ایک بے تعلق آدمی کی طرح واپس چلے گئے تھے۔

ہجوم میں بہت سے لوگوں کو خاکسار کے قتل کرنے کا بے حد شوق تھا۔ وہ مختلف زاویوں میں کھڑے ہو کر تقریر کرتے خاکسار پر الزام لگاتے واجب القتل ثابت کرتے اور عوام کو قاتلانہ حملہ کرنے پر اکساتے۔ پھر دوسرا آدمی کھڑا ہو کر پُرجوش تقریر کر کے خاکسار کے قتل پر عوام کو اکساتا۔ لیکن عجیب بات یہ تھی کہ دوسرا آدمی جو دلائل خاکسار کے واجب القتل ہونے کے قائم کرتا۔ ان دلائل سے پہلے مقرر کے دلائل کی خود بخود تردید ہو جاتی۔ مثلاً ایک کہتا کہ میں نے ان کو کل سارا دن "کارہ بن" میں غیر احمدیوں کا قتل عام کرتے ہوئے دیکھا ہے تو دوسرا اپنی تقریر میں کہتا کہ میں نے کل سارا دن ان کو راولپنڈی میں احمدی گوریلوں کی خفیہ مجلس میں دیکھا۔

اسی دوران ٹوپی کے چند لوگ اور مولوی صاحب خاکسار کو ہجوم میں ہی رازدارانہ طور پر ایک طرف لے گئے بار بار جامہ تلاشی لی۔ اس تلاشی میں اور لوگوں نے ہاتھ کیا۔ وہ خدا تعالیٰ کو معلوم ہے لیکن مولوی صاحب کو خاکسار کی جیب سے ۵ روپے نقد اور دس دس روپے کے دو بانڈ ملے جو مولوی صاحب نے اپنی جیب میں رکھ لئے ان کے علاوہ گٹھڑی میں کئی جوڑے کپڑوں کے تین جلدیں، دو تولیے چھ گز پاپلین کا تھان تھا۔ اور دیگر ضروری سامان بھی مولوی صاحب نے کسی کو سنبھال کر

رکھنے کے لئے دیا۔ لیکن بعد میں خاکسار نے جب تھانہ میں تھانیدار صاحب سے وہ سامان Recover کرنے کو کہا تو انہوں نے کہا کہ یہ مناسب نہیں ہے۔

جب بعد تلاشی ان کو اطمینان ہو گیا کہ خاکسار کے قبضہ میں کوئی جدید اسلحہ نہیں ہے تو ہجوم نے گھیر تنگ کیا۔ اور خاکسار کو چاروں طرف سے آگے بڑھ کر دبایا۔ پھر ہر ایک آدمی ہی آگے بڑھ کر جامہ تلاشی لیتا۔ غصہ کرتا۔ منہ بناتا۔ گالی دیتا اور فضول سوالات کرتا اور گوریلوں کی پناہ گاہ اور ٹوپی کے احمدی احباب کے اہل و عیال کے WHEREABOUTS معلوم کرنا چاہتا۔

قریباً ۱۲ بجے دوپہر اہل جدون کے ایک سردار نے اعلان کیا کہ میں ان کی حفاظت کی ضمانت نہیں دے سکتا۔ کیونکہ ہجوم بے قابو ہے اصل بات یہ ہے کہ اہل جدون ... خاکسار کو اپنے علاقہ میں لے جانے پر مصر تھے۔ تھانیدار صاحب اور اہل ٹوپی کا موقف یہ تھا کہ بے شک لے جاؤ دس پندرہ دن رکھ کر گوریلا تنظیم یعنی موہوم گوریلا تنظیم کے بارے میں پوچھ گچھ کرو۔ لیکن پھر زندہ ہی واپس لے آؤ۔ اس بات کی ذمہ داری اٹھانے سے جدون کے ایک سردار نے انکار کیا کہ یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ اور کہا کہ لوگ ان کو یہاں سے لے جائیں گے۔ لیکن راستہ میں ہی قتل کر دیں گے۔

اس موقعہ پر گاؤں کے وہ لوگ بھی ایک ایک کر کے کھسک گئے جن کو تھانیدار صاحب نے ذمہ دار ٹھہرایا تھا۔

پھر وہ مذکورہ مولوی صاحب چند گز کے فاصلہ پر اہل جدون سے کانا پھوسی میں مصروف ہو گئے۔ اسی اثناء میں تھانیدار صاحب جیپ میں ہجوم کی طرف آئے۔ اور لوگوں نے شور ڈالا کہ بارڈر پولیس آ رہی ہے۔ لیکن تھانیدار صاحب اکیلے ہی تھے اور وہ فوراً ہی جیپ کا رخ موڑ کر واپس چلے گئے۔

اس وقت ہجوم نے پھر گھیرا تنگ کیا۔ اور پھر شور ڈالا کہ بارڈر پولیس آ رہی ہے۔ آخر پر ایک شریف آدمی جدون کا جو کہ بعد میں معلوم ہوا کہ واقعی ہمدرد تھا۔ وہ بھی خاکسار کے پاس سے چلا گیا۔ اب خاکسار ان درندوں کے درمیان بالکل اکیلا ہی تھا۔

اتنے میں باہر سے نہایت جاہل و بدشکل اور وحشی قسم کے لوگوں کا ایک جتھہ بھاگتا ہوا آیا لوگوں نے پھر کہا کہ بارڈر پولیس ہے۔ یہ جدون کے نہایت جاہل اور خونخوار کم اصل کا جتھہ تھا۔ غالباً اسی غرض کے لئے بلوائے گئے تھے انہوں نے آتے ہی بغیر کسی بات کے پتھروں کی خالہ اور پتھروں کی بوچھاڑ شروع کی جو وہ اپنے ساتھ لائے تھے۔ اس وقت خاکسار نے باآواز بلند یہ ورد شروع کیا۔

"لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید الاولین والآخرین۔ خاتم النبیین نبی الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم آلہ واصحابہ اجمعین ومع ذالک لعنۃ اللہ علی الکاذبین والمفترین والضالین"

پتھر اور لاٹھیاں پڑتی رہیں اور خون بہتا رہا۔ دانت ٹوٹے اور خون کے ساتھ بہہ گئے۔ لیکن خدا کے فضل سے خاکسار پورے جوش سے بار بار مندرجہ بالا عربی الفاظ دہراتا رہا۔

پھر انہوں نے خاکسار کو دھکا دے کر گرا دیا۔ اور ایک بڑا سا پتھر خاکسار کے سر پہ مارا۔ اور سمجھے کہ مر گیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ بس وہ مر گیا ہے۔

اس وقت خاکسار کو بھی ایک لمحہ کے لئے احساس ہوا کہ آخری سانس ہے۔ لیکن جب انہوں نے مارنا بند کیا تو خاکسار مندرجہ بالا کلمات پڑھتا ہوا پوری توانائی کے ساتھ کھڑا ہوا۔ اور ان کی طرف دیکھے بغیر کلمات پڑھتا ہوا۔ باآواز بلند پوری قوت کے ساتھ وہاں سے روانہ ہوا۔

چہرے اور آنکھوں پر اسقدر ضربات لگی تھیں کہ آنکھیں کھولنے میں دقت محسوس ہوتی تھی۔ لیکن یہ خدا کا عجیب فضل تھا کہ خاکسار کو کسی قسم کے درد کا بالکل احساس نہ ہوا۔ نہ ضربیں لگتے وقت اور نہ بعد میں نہ پٹی کراتے وقت اور نہ دوران سفر اور نہ اب تک خدا گواہ ہے کہ باوجود چار دانت ٹوٹ کر گر جانے کے سر پر سینکڑوں ضربات کھانے کے۔ کافی مقدار میں خون بہہ جانے کے خاکسار کو نہ درد کا احساس ہوا۔ نہ کمزوری ہوئی نہ نقاہت ہوئی۔ نہ کمزوری کا احساس ہوا۔ اور نہ توانائی میں کسی قسم کا فرق محسوس ہوا۔

خاکسار نے آٹھ تاریخ کی شام کو بھی کچھ نہ کھایا کیونکہ وہ ایک بھیانک سیاہ شام تھی۔ ۹ر جون کو سارا دن سوائے پانی کے خاکسار نے بالکل کچھ نہ کھایا۔ اسی طرح دس تاریخ کو سوائے ایک دو لقمہ کے کچھ نہ کھایا۔ گیارہ تاریخ کو ایک پیالی چائے اور ایک پیالی دودھ کے گئے ... لیکن یہ عجیب خدا کی قدرت تھی کہ خاکسار کی توانائی میں کچھ فرق نہ آیا اور نہ خاکسار کو دانتوں میں یا زخموں میں کسی قسم کے درد کا احساس ہوا۔

یہ خدا کا فضل تھا جس کی بناء پر خاکسار کو سکون قلب کی ایک نہ ختم ہونے والی اور نہ فنا ہونے والی دولت کا خزینہ مل گیا۔

الغرض ہجوم سے نکلتے وقت ایک بچہ نے خاکسار کے بائیں ہاتھ کی انگلی پکڑی اور خاکسار کو تھانہ کی طرف راہنمائی کی راستہ میں D.S.P صاحب نے اپنی جیپ کھڑی کر کے کہا کہ "کیا آپ زندہ ہیں"۔ اس وقت بھی خاکسار باآواز بلند لا الٰہ الا اللہ ... الخ پڑھ رہا تھا۔ خاکسار نے برجستہ جواب دیا کہ یہ خدا تعالیٰ کا زندہ نشان ہے جو آپ کی نظروں میں عجیب ہے"۔

پھر D.S.P صاحب خاکسار کو جیپ پر بٹھا کر تھانہ میں لے گئے۔ ڈاکٹر کو بلوا کر پٹی کرائی۔ ڈاکٹر میری زندگی پر حیرت کا اظہار کرتا رہا۔ پوچھا کہ ناک سے خون تو نہیں آیا۔ جب میں نے کہا کہ نہیں تو حیران ہوا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اس نے لوگوں کو کہا تھا کہ یہ چند گھنٹوں کا مہمان ہے۔

پھر D.S.P صاحب نے انچارج تھانہ سے غصے ہو کر کہا کہ آپ نے اس مظلوم کو گارڈ دے کر کیوں نہ بچایا۔ میرا حکم کیوں نہ مانا؟

شام کو انچارج صاحب تھانہ کے دور دراز علاقہ میں تبدیل ہونے کی خبر آئی۔ لیکن دس تاریخ کی صبح کو معلوم ہوا کہ انچارج تھانہ نے لوکل ملاؤں کی سفارش سے اپنی تبدیلی رکوا کر D.S.P صاحب کو ٹوپی ... سے تبدیل کرایا ہے۔ اس D.S.P صاحب کو خاکسار سے انسانی ہمدردی تھی۔ خاکسار کو قدرے فکر ہوا۔ لیکن ساتھ ہی خیال آیا کہ خدا تعالیٰ نے ایک اور بت کو دور کیا تاکہ ذرا بھی شرک کا شائبہ پیدا نہ ہو۔

دس تاریخ کو کوئی خاص بات نہ ہوئی خاکسار بھوکا ہی تھانہ میں لیٹا رہا۔ کنوئیں کا پانی بافراط پیا اور چونکہ منہ دھونا ممکن نہ تھا۔ لہٰذا ہاتھ پاؤں دھو کر اور تیمم کر کے نمازیں پڑھتا رہا۔ باورچی روٹی کا ایک ٹکڑا دیتا تو تھا۔ لیکن چبایا نہ سکتا تھا۔

۱۱ر جون کو دس بجے کے قریب D.S صاحب مردان آئے۔ انہوں نے خاکسار کو دفتر میں بلایا دیکھتے ہی انچارج تھانہ سے کہا کہ تم نے ابھی تک ان کے کپڑے بھی نہیں بدلوائے۔ کپڑے تمام خون آلودہ اور پھٹے ہوئے تھے۔ سپاہیوں نے سوئی دھاگہ دینے سے انکار کیا پھر D.S صاحب نے ایک جوڑا کپڑوں کا دے کر فرمایا کہ آپ پہن لیں۔ پھر اپنے ہاتھ سے چائے بنا کر پلائی۔ اور کیک کا ٹکڑا کاٹ کر دیا۔ جو کہ خاکسار نہ کھا سکا۔ اس وقت دفتر میں ایک اور صاحب ... سول جج ... بھی موجود تھے۔ A.C خاموش رہا سول جج جو کہ دیسی لباس میں تھا۔ اس نے کہا کہ میں آپ کو غازی تک جیپ میں بھجوانے کا انتظام کر سکتا ہوں۔ وہاں سے آگے خود چلے جائیں۔ یہ بات خاکسار کو منظور نہ تھی کیونکہ غازی محفوظ جگہ نہ تھی۔ اس پر سول جج صاحب نے کہا کہ نہیں جاتے تو نہ جاؤ۔ خطرہ ہے یہ لوگ آپ کو قتل کر دیں۔

پھر D.S صاحب نے خاکسار کو کان میں کہا کہ آپ کہاں جانا چاہتے ہیں میں نے سوچ کر کہا کہ راولپنڈی فرمایا:-

"DO NOT TELL TO ANY BODY, I WILL MAKE ARRANGEMENTS FOR YOUR TRAVEL"

پھر بعد دوپہر D.S صاحب نے خاکسار سے کہا کہ "you will go to Rawalpindi in ... Sit ... do not tell to any body"

چنانچہ نماز مغرب کے بعد مورخہ ۱۱ر جون کو تھانہ ٹوپی کے انچارج صاحب نے خاکسار کو ایک کار میں بٹھا کر راولپنڈی پہنچا دیا"۔

(۳)

_____ اور گوجرانوالہ میں جو خون کی ہولی کھیلی گئی۔ اور بے گناہ احمدیوں پر جو بیتی اس کی مختصر روئیداد کینیڈا کے ایک احمدی دوست ... گوجرانوالہ میں مقیم اپنے بھائی کے خط کے حوالے سے ۱۲ر کو اس طرح بیان کرتے ہیں:-

"ربوہ میں تو امن ہے لیکن دوسرے شہروں میں بہت ظلم ہو رہا ہے۔ کل ہی گوجرانوالہ سے میرے بڑے بھائی کا خط آیا تھا۔ انہوں نے ذرا تفصیل لکھی ہے۔ میں وہ خط آپ کو ان کا لکھا ہوا ہی لکھ دیتا ہوں "السلام علیکم۔ مجھے موقعہ نہیں مل سکا شاید حالات آپ کو B.B.C اور آل انڈیا ریڈیو یا اخبارات سے معلوم ہوئے ہوں گے۔ گذشتہ پانچ ہفتوں سے پاکستان میں جماعت احمدیہ کے افراد کی جان پر بنی ہوئی ہے۔ گوجرانوالہ شہر میں ۹۵٪ املاک احمدیوں کے مکان دکانیں مکمل طور پر لوٹی اور جلائی جا چکی ہیں۔ ساری آبادی مکمل طور پر ... ہو چکی ہے۔ پاکستان میں مختلف محفوظ مقامات پر اپنے احمدی اور غیر احمدی رشتہ داروں کے ہاں

(باقی صفحہ ۹ پر)

شذرات

(از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی)

(۱)

اسلام کے نام پر خون
کیا یہ اسلام ہے؟

اَے حامیانِ دینِ متین اور دیگر مفتیانِ شرعِ مبین!

کیا کبھی آپ نے سُنا اور پڑھا ہے کہ "مملکت خدا دادِ پاکستان" میں جو "اسلامی جمہوریہ" ہونے پر فخر کرتی ہے، خدائی فوجداروں نے

۱۔ تمام سینما گھروں کو جلا دیا ہو۔ کیونکہ اس سے مسلمان نوجوان بچوں اور بچیوں کے اخلاقیات پر بُرا اثر پڑتا ہے کیونکہ سینما گھروں کی آبادی سے مسجدیں ویران ہو رہی ہیں۔

۲۔ حُسن کے تمام بازاروں کو جہاں دن رات عصمت فروشی اور زنا ہوتا ہے بند نہیں بلکہ جلا کر خاکستر کر دیا ہو۔ اور شریعت اسلامیہ کے مطابق زانیہ عورتوں اور زانی مردوں کو سنگسار کر دیا ہو۔ یا کوڑے لگائے گئے ہوں۔ کیونکہ کھلے بندوں شریعت کی توہین و بے حُرمتی اور خلاف ورزی کے علاوہ اس اسلامی مملکت کے باشندوں کی اخلاقی و رُوحانی حالت کو سخت نقصان پہنچتا ہے۔

۳۔ تمام شراب خانوں کو بند کر دیا گیا ہو بلکہ مسمار کر دیا گیا ہو؟ اور شراب پینے والوں اور بیچنے والوں کو اسلامی شرع کے مطابق سزا دی گئی ہو؟ یا سینما گھروں، عصمت فروشی کے اڈوں اور شراب خانوں کا سوشل بائیکاٹ کیا ہو۔ اور ایسے اداروں کے خلاف فتویٰ کُفر دے کر عوام کو قانون ہاتھ میں لے کر تشدد و ظلم پر اُبھارا ہو؟

۴۔ تمام ایسے لٹریچر کو جلا دیا گیا ہو جو نہ صرف جذبۂ جنسی کو اُبھارتا بلکہ جنسی جرائم اور غیر اخلاقی افعال کا مرتکب ہونے کا موجب ہوتا ہے؟ کیونکہ ایسے لٹریچر کے مطالعہ کے نتیجہ میں نوجوانوں میں دین سے بے رغبتی اور جرائم کی طرف میلان کا جذبہ بڑھتا ہے۔

۵۔ جہاد کا جذبہ رکھنے والے نوجوانوں کو "مفتیانِ دینِ متین" کی سرکردگی میں جذبۂ شوقِ شہادت پورا کرنے کے لئے اسرائیل کے بالمقابل بھجوا دیا گیا ہو؟ تاکہ وہ اپنی مردانگی کے جوہر "میدانِ جہاد" میں دکھا سکیں؟ کیونکہ ایک نوزائیدہ چھوٹی سی ریاست "اسرائیل" نے جس کی آبادی صرف چند لاکھ ہے، تمام مسلم اور عربی ممالک (جن کی آبادی کروڑوں پر مشتمل ہے) کا قافیۂ حیات تنگ کر رکھا ہے۔

۶۔ دُنیا میں اسلام کی کس مپرسی اور مسلمانوں کی زبوں حالی کو دیکھ کر "مرثیہ خوانی" کرنے والے علمائے کرام اور ان کے مریدانِ باصفا نے اپنے اندر نیک تبدیلی پیدا کر کے اکنافِ عالم میں خدمتِ دین اور اشاعتِ اسلام کا کوئی منصوبہ بنایا ہو؟ اور اس نیک غرض کے لئے ایک معتد بہ حصہ نے اپنی زندگیاں وقف کی ہوں؟ اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اپنے مالوں اور جانوں کی قربانی کی پیش کش کی ہو۔ اور کوئی عملی اقدام بھی کیا ہو؟

اَے حامیانِ دینِ متین! آپ بادلِ نخواستہ اقرار و اعتراف کریں گے۔ کہ متذکرہ بالا اُمور میں سے ایک بھی اصلاحی قدم "مملکت خداداد پاکستان" میں نہیں اُٹھایا گیا۔ پہلے سینما گھروں کو بند کرنا تو الگ رہا، نئے نئے موڈرن سینما گھر تعمیر ہو رہے ہیں۔ عصمت فروشی کے بازار بند ہونے تو الگ رہے، ان کی رونق اسی "اسلامیہ جمہوریہ" کے پاک باشندوں کے دم قدم سے قائم ہے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم زنا اور عصمت فروشی سے منع کرتے ہیں۔ مگر حکومتِ وقت تو ان عصمت فروش عورتوں کے لئے باقاعدہ لائسنس جاری کرتی ہے۔ شراب خانوں کی بندش کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ پہلے معزول شدہ صدرِ مملکت جنرل یحییٰ خان اس دخترِ رز کو استعمال کرتے ہیں اور موجودہ وزیرِ اعظم شمپین کا شوق فرما کر شراب خانوں کی حوصلہ افزائی فرماتے ہیں۔ فلمی۔ جاسوسی اور جنسی لٹریچر کی اشاعت ترقی پذیر ہے۔ کیونکہ نئی پود اس کو بہت پسند کرتی ہے۔ ابھی اہالیانِ پاکستان کو لہو و لعب اور لغویات سے ہی فرصت نہیں۔ اکنافِ عالم میں تبلیغ اسلام اور اشاعتِ دین کے لئے زندگیاں وقف کرنے اور مالی اور جانی قربانیاں پیش کرنے کا انہیں کہاں موقعہ حاصل ہے؟

رہا جذبۂ جہاد کی تسکین کا معاملہ، اسرائیل کے مقابل پر کون جائے؟ وہاں تو جان کا خطرہ ہے۔ یہ جہاد تو خونی علماء کرام کی سرکردگی میں "مجاہدینِ اسلام" نے اپنے ہی ملک میں ایک چھوٹی سی پُر امن مذہبی اور دینی جماعت کے خلاف جاری کر دیا ہے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں! دُنیا بھر میں شور ہے کہ "مملکت خداداد پاکستان" میں اسلام کے نام پر "مظلوم و معصوم احمدیوں کے خون سے "سرزمینِ پاک" کو لالہ زار بنا دیا گیا ہے۔ اَے حامیانِ دینِ متین! ان مجاہدین اسلام" کے کارناموں کو تو ذرا سُن لیجئے تاکہ داد دے کر ان مجاہدین کی حوصلہ افزائی کر سکیں اور "اسلام زندہ باد" کا نعرہ بلند کر سکیں!!

"پاکستان کے تراسی شہروں قصبوں اور گاؤں میں احمدیوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ مختلف مقامات پر اکتیس احمدی شہید کئے جا چکے ہیں۔ بہت سے افراد زخمی اور ہسپتالوں میں زیر علاج ہیں۔ پانچ صد مکانات لُوٹے اور جلائے جا چکے ہیں۔ چھ صد دکانیں لوٹی گئی اور جلا دی گئی ہیں۔ تقریباً پانچ ہزار احمدی بے گھر ہو گئے ہیں۔ اکیس احمدیہ مساجد تباہ کر دی گئی یا جلا دی گئی ہیں۔ بعض مساجد پر بم پھینکے اور ان کو منہدم کر دیا۔ سترہ احمدیہ لائبریریاں جلا دی گئی ہیں۔ چھ ہزار قرآن مجید کے نسخے جلا دیئے گئے ہیں۔ اس سلسلہ میں سب سے افسوسناک پہلو یہ ہے کہ بلوائیوں نے قرآنِ پاک کے نسخوں کو پاؤں تلے روندا اور یہ کہہ کر ٹھڈے مارے کہ یہ احمدیوں کا قرآن ہے۔

چھ فیکٹریاں۔ تین پٹرول پمپ اور آئل ڈپو جلا دیئے گئے۔ سات بسیں۔ دو کاریں اور پانچ ٹریکٹر جلا دیئے گئے۔

(ماخوذ از شبستان دہلی بابت ماہ اگست ۱۹۷۴ء۔ انٹرویو صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب و اخبار "بدر" قادیان۔)

ان مجاہدینِ اسلام اور اسلام کے علمبرداروں کے مزید کارنامے ملاحظہ کریں:-

"لائل پور میں دو احمدیوں کی زبانیں کاٹ دی گئیں۔ بعض بچوں کو مکانوں کی چھتوں سے گرا کر شہید کیا گیا۔ شہید وں کی لاشوں پر لاٹھیاں برسا کر اُن کی ہڈیاں توڑی گئیں۔ ایک جگہ ماؤں۔ بہنوں اور بیویوں کے سامنے مردوں کو قتل کر کے اور انتڑیاں نکال کر باہر سڑک پر پھینک دیا گیا۔ اور گھنٹوں اُن کی لاشیں بھی اُٹھانے نہ دی گئیں۔ ایک جگہ ایک احمدی کو سنگسار کر کے شہید کر دیا گیا۔ اور سارے پاکستان میں احمدیوں کا شدید سماجی بائیکاٹ جاری ہے۔ ضروریاتِ زندگی سے محروم کیا جا رہا ہے"

(اخبار نبشتا ۲۰۔ جون ۱۹۷۴ء و ۱۱۔ جولائی ۱۹۷۴ء)

اے مفتیانِ شرعِ مبین! ذرا خدا لگتی کہئے! کہ کیا یہ اسلام ہے؟ جس کی طرف آپ غیر مسلموں کو دعوت دیتے ہیں؟ کیا "مجاہدینِ پاکستان" کے ان انسانیت سوز مظالم پر آپ کو فخر و ناز ہے؟ دوسری طرف صحابہ کرامؓ کے خلاف کفارِ مکہ کی طرف سے کئے جانے والے مظالم کو بھی پیشِ نظر رکھیں اور پھر ذرا سنجیدگی سے خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھ کر غور کیجئے کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ ممکن ہے آپ کی خوابیدہ ضمیر بیدار ہو۔ اور اسلام کے مقدس نام کی حرمت کے لئے آپ اسلام کے نام پر کئے جانے والے مظالم کے خلاف آواز بلند کر سکیں۔ "اُنصر اخاک ظالماً او مظلوماً" کی حدیث نبوی صلعم کی تعمیل میں ظالم کے خلاف مظلوم کے حق میں آواز بلند کر کے خدا تعالیٰ سے اجر و ثواب پا سکیں۔ اگر ہندوستان میں فرقہ دارانہ فسادات کے موقعہ پر غیر مسلموں کی طرف سے معصوم مسلمانوں پر ظلم و ستم ہو۔ مسجدوں کی بے حرمتی اور قرآن مجید کی بے ادبی ہو۔ تو آپ لوگ شور مچا کر آسمان کو سر پر اُٹھا لیتے ہیں۔ اب آپ ہی کے بھائی آپ کے پڑوسی ملک میں احمدیوں پر ظلم و ستم کر رہے ہیں۔ خُون کی ہولی کھیل رہے ہیں۔ مسجدوں کو مسمار کر رہے ہیں۔ قرآن مجید کی بے ادبی کرتے اور اُسے جلاتے ہیں۔ اب آپ کی زبانیں کیوں گنگ ہیں؟ ظلم کے خلاف آواز کیوں بلند نہیں ہوتی؟ صرف اس لئے کہ وہ آپ کے مسلمان بھائی ہیں، جو "خداداد مملکت پاکستان" کے باشندے ہیں!! ہم قربان جائیں آپ کے اس اسلام پر اور نثار ہو جائیں آپ کے اس انصاف پر ——!!

لرزہ خیز مظالم کی چند سچی داستانیں — بقیہ صفحہ ۸

مقیم ہیں۔ تقریباً ستر احمدی مرد عورتیں بچے ہمارے دو مکانوں میں بصورت کیمپ گزشتہ ایک ماہ سے قیام پذیر ہیں۔ ہم خود ایک کمرہ میں رہائش پذیر ہیں۔ باقی سب کمرے۔ صحن۔ برآمدے مہمانوں کے مصرف میں ہیں۔ جلسہ سالانہ کا منظر ہے۔ اور ابھی اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ سلسلہ کب تک چلے گا۔ گوجرانوالہ میں ۱۲ آدمی شہید ہوئے ہیں۔ جون کے پچھلے تین چار دنوں میں۔ ان میں سے باقیوں کو شاید آپ نہ جانتے ہوں آپ کے جاننے والوں میں محمد افضل اور ان کا ... کا دہلی کلاتھ ہاؤس والے شامل ہیں۔ ان کو انتہائی بیدردی سے قتل کر کے لاش کو گلیوں میں گھسیٹا گیا اور اُوپر کودتے رہے۔ بیسویں صدی کے

ان مسلمانوں کے کردار پر تو شاید درندے بھی شرما رہے ہوں اب سارے پنجاب میں SOCIAL BOYCOTT کی مہم زوروں پر ہے۔ گھروں۔ دوکانوں پر PICKETING ہے کوئی لین دین نہیں کرنے دیتے۔ غیر احمدی پیشہ وروں نے ہمارا مکمل طور پر بائیکاٹ کیا ہے۔ ان سب باتوں کے ... اللہ تعالیٰ کے فضل سے ... MORAL عام طور پر بہت ... ایسے دُکھ و تکالیف برداشت کر رہے ہیں۔ ... گلبرگ بوزری عبدالحق بھی شامل ... ضلع امرتسر کے تھے) بھٹو صاحب نے اقلیت ... اسمبلی کے سپرد کر دیا ہے۔ سارے ہاؤس پر ... قائم کر دیا ہے۔ بہر حال ... ذہنی طور پر ہر EVENTUALITY کے لئے تیار ہیں

اُتر پردیش اور راجستھان کی جماعتوں کا تبلیغی و تربیتی دورہ

از مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان نے ماہ جون ۱۹۷۴ء میں ارشاد فرمایا کہ میں اُتر پردیش اور راجستھان کی بعض جماعتوں کا تبلیغی و تربیتی دورہ کروں۔ چنانچہ اس ارشاد کی تعمیل میں ایک پروگرام مرتب کر کے نظارت اور جماعتوں کو اطلاع دی گئی۔ اس پروگرام کے مطابق ۱۹ر جون کو خاکسار بمبئی سے روانہ ہو کر دورہ کے بعد ۱۵ر جولائی کو واپس بمبئی پہنچا۔ اس دورہ کی مختصر رپورٹ درج ذیل ہے:

کانپور میں خطبہ جمعہ اور خطبہ نکاح

خاکسار ۲۱ر جون کی صبح کو کانپور پہنچا۔ جمعہ کا دن تھا۔ خطبہ جمعہ دیا۔ اور نماز پڑھائی۔ خطبہ جمعہ میں احباب جماعت کو اُن مظالم سے آگاہ کیا جو ان دنوں پاکستان کے مظلوم و معصوم احمدیوں پر مخالفین کی طرف سے ہو رہے ہیں۔ صبر و رضا اور بارگاہ رب العزت میں دعاؤں کی طرف توجہ دلائی۔

مورخہ ۲۳ر جون کو برادرم مکرم مجید صاحب سولیجہ صدر جماعت کی صاحبزادیوں عزیزہ حسن پروین صاحبہ اور عزیزہ شاہینہ پروین صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ کی مجلس نکاح میں شریک ہوا۔ اور خطبۂ نکاح پڑھا۔ جس میں شریعت اسلامیہ کی رُو سے فلسفۂ نکاح اور حقوق و فرائض زوجین کو بیان کیا۔ اس مجلس نکاح میں کافی تعداد میں غیر احمدی احباب بھی شریک تھے اللہ تعالیٰ ان نکاحوں کو ... کر کے اور ... ثمرات حسنہ بنائے آمین ثم آمین۔

رانچی میں ایک جلسہ

مورخہ ۲۵ر جون کو خاکسار مع چند احباب رانچی گیا۔ وہاں عزیزم اکرام محمد صاحب ... اسرار محمد صاحب مرحوم کی طرف سے دی جانے والی دعوت ولیمہ میں شرکت کی۔ اُسی رات جماعت کی طرف سے ایک جلسہ عام کا انتظام کیا گیا تھا۔ جس میں خاکسار اور مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی نے سیرت النبی صلعم اور موعود اقوام عالم کے موضوع پر تقاریر کیں۔ مکرم انوار خورشید صاحب ... جماعت نے بھی اس موقعہ پر تقریر کی۔ اور پاکستان میں مظلوم احمدیوں پر مخالفین کی طرف سے کئے جانے والے مظالم و ستم کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات اور پیشگوئیوں کا ذکر کیا۔ یہ جلسہ رات قریباً ایک بجے تک جاری رہا۔

مسکرا میں خطبہ ...

مورخہ ۲۸ر جون کو ... مولوی عبد اللطیف صاحب ... کی جماعت

... آیا اور خطبہ جمعہ پڑھا۔ اور نماز پڑھائی۔ خطبہ جمعہ میں احباب کو حالات حاضرہ سے مطلع کرتے ہوئے صبر و رضا اور دعاؤں کی طرف توجہ دلائی۔

مودھا میں جلسہ عام

نماز جمعہ کے بعد ہم دونوں مودھا آ گئے۔ اور مکرم محمد تقی صاحب احمدی کے ہاں قیام پذیر ہوئے۔ مودھا میں بھی ایک جلسہ عام کا بعد نماز عشاء انتظام کیا گیا تھا۔ جس میں خاکسار نے ... گھنٹہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور عقائد احمدیت کے بارے میں تقریر کی۔ اس جلسہ میں کثیر التعداد غیر احمدی و غیر مسلم احباب بھی شریک ہوئے۔ اور نیک اثر لے کر گئے۔

واپسی برائے کانپور و روانگی برائے جے پور

مورخہ ۲۹ر جون کو خاکسار مودھا سے کانپور واپس آیا۔ دوران قیام کانپور جماعتی کاموں کو سرانجام دینے کے علاوہ ۳۰ر جون کو مکرم محمد ظفر عالم خان صاحب کی طرف سے دی جانے والی دعوت ولیمہ میں شرکت کی۔ اس کے بعد یکم جولائی کی شب کو جے پور کے لئے (براستہ دہلی) روانہ ہو گیا۔ مورخہ ۲ر جولائی کی شام کو بخیریت جے پور پہنچا۔ اسٹیشن پر مکرم خالد سعید صاحب آئے ہوئے تھے۔ ان کے ہمراہ اُن کے مکان پر آیا۔ جے پور میں ایک پرانی جماعت ہے۔ مکرم ڈاکٹر سعید صاحب مرحوم۔ مکرم ڈاکٹر لطیف صاحب مرحوم اور مکرم عبد الغفور صاحب فاروقی مرحوم اس جماعت کے مخلص اور فدائی کارکنوں میں سے تھے۔ اب ان بزرگان کی اولادیں ہیں۔ دُعا ہے اللہ تعالیٰ ان کو بھی خدمت دین اور اشاعت اسلام کے کاموں میں شرکت کرنے کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے آمین۔

جے پور (راجستھان) میں ایک خطبہ جمعہ اور دو جلسہ ہائے عام میں تقاریر

دوران قیام جے پور ۵ر جولائی کو نماز جمعہ مکرم خالد سعید صاحب کے مکان پر ہوئی۔ خاکسار نے خطبہ جمعہ میں احباب کو باہمی اتحاد و اتفاق اور سلسلہ کی خدمت و اشاعت کے لئے قربانیوں کی طرف توجہ دلائی۔ بعد نماز جمعہ جماعت کے عہدیداران کا انتخاب عمل میں آیا۔ جو بغرض منظوری نظارت علیا میں بھجوا دیا گیا ہے۔

۵ر جولائی کی شب کو مکرم ڈاکٹر مومن لطیف صاحب کے صحن میں ایک جلسہ عام منعقد ہوا۔ جس میں خاکسار نے ۱½ گھنٹہ سیرت النبی صلعم اور عقائد احمدیت کے بارہ میں تقریر کی۔

مورخہ ۶ر جولائی کو مکرم عبد الشکور صاحب فاروقی کے مکان کے صحن میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں خاکسار نے دو گھنٹہ سے زائد مسائل حاضرہ اور عقائد احمدیت کے بارہ میں تقریر کی۔ احمدی احباب کے علاوہ مکرم عبد الشکور صاحب کے غیر احمدی رشتہ داروں اور محلہ کے معززین نے بھی اس اجلاس میں شرکت کی۔ اس جلسہ کے جملہ انتظامات مکرم عبد الشکور صاحب فاروقی کے فرزندان نے کئے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

روانگی برائے معظم آباد

جے پور سے قریباً ۵۰ میل کے فاصلہ پر معظم آباد میں مکرم عبد الرؤف صاحب فاروقی ابن مکرم عبد الشکور صاحب فاروقی سرکاری ڈسپنسری میں کمپونڈر ہیں۔ ماشاء اللہ مخلص نوجوان ہیں۔ ۷ر جولائی کو اُن کی خواہش و تمنا پر میں وہاں مکرم عبد الشکور صاحب فاروقی کے ہمراہ گیا۔ اور ایک رات اُن کے ہاں قیام کیا۔ مختلف احباب سے ملاقات ہوئی۔

روانگی برائے کشن گڑھ اور ایک تبلیغی جلسہ

مورخہ ۸ر جولائی کو خاکسار اور مکرم عبد الشکور صاحب فاروقی معظم آباد سے کشن گڑھ (ضلع اجمیر) بذریعہ بس آئے۔ بابو عبد الکریم صاحب کشن گڑھ کی جماعت کے صدر ہیں۔ یہ جماعت اگرچہ غریب الطبع اور ملوں میں کام کرنے والے احباب پر مشتمل ہے مگر سب جذبۂ خدمت دین کے جذبہ سے سرشار ہیں۔ ایک دوست کا مکان بطور مسجد اور دار التبلیغ استعمال ہوتا ہے۔ پنجگانہ نماز باجماعت ادا ہوتی ہے۔ احباب جماعت نے نماز عشاء کے بعد اپنی مسجد کے سامنے جلسہ کا انتظام کیا۔ بارش کی وجہ سے اگرچہ موسم ناسازگار تھا۔ تاہم لاؤڈ اسپیکر ہونے کی وجہ سے باہر آواز پہنچانے کی سہولت تھی۔ خاکسار نے عقائد احمدیت کے بارہ میں قریباً ۱½ گھنٹہ تقریر کی۔ غیر احمدی احباب نے بھی قریب ہی اپنی مسجد میں بیٹھ کر یہ تقریر سماعت کی۔ دوران قیام کشن گڑھ مکرم محمد کامل شاکر صاحب سے بھی ملاقات کر کے خوشی ہوئی۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے مزار پر دُعا

کشن گڑھ سے قریباً ۱۸ میل کے فاصلہ پر اجمیر ہے۔ جہاں حضرت خواجہ معین الدین صاحب چشتیؒ کا مزار ہے۔ جنہوں نے دُور دراز کے علاقہ سے آکر اس مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کی تعمیل میں وحدت کا پیغام ہندوستان والوں کو سُنایا۔ خدا تعالیٰ نے اُن کے کلام میں برکت دی۔ اور شرک و کفر سے بھرے ہوئے ملک میں ہزاروں انسانوں کو اُن کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس موقعہ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے خاکسار مکرم عبد الشکور صاحب فاروقی، مکرم بابو عبد الکریم صاحب اور مکرم معین الدین صاحب کے ہمراہ اجمیر گیا۔ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے مزار پر دُعا کی اللہ تعالیٰ آپ کے مدارج کو بلند فرمائے۔ اور ہمیں بھی زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔ اور توحید الٰہی کے عاشق و مبلغ کے مزار کو بھی شرک اور بدعت کی رسوم سے پاک و مطہر کر دے۔ آمین ثم آمین۔ اللہ تعالیٰ مکرم عبد الشکور صاحب فاروقی کو جزائے خیر دے۔ جو باوجود آنکھ کے اپریشن کے میرے ہمراہ جے پور۔ معظم آباد۔ کشن گڑھ اور اجمیر تک آئے۔ اور جے پور میں بھی جلسوں کے انعقاد کے انتظامات کئے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

روانگی برائے مونٹ آبو

حسب پروگرام خاکسار ۹ر جولائی کی صبح کو کشن گڑھ سے مونٹ آبو کے لئے روانہ ہوا۔ ایک ایکسیڈنٹ کی وجہ سے ریل گاڑیوں کی آمد و رفت میں گڑبڑ کی وجہ سے بذریعہ بس سفر اختیار کرنا پڑا۔ اور ۱۰ر جولائی کی صبح کو مونٹ آبو پہنچا۔ مونٹ آبو میں بہار کے ایک مخلص احمدی خاندان کے چشم و چراغ مکرم سید فضل احمد صاحب آئی۔ پی۔ ایس ڈی آئی جی رہتے ہیں۔ جو نیشنل پولیس اکاڈمی میں ڈپٹی ڈائریکٹر ہیں۔ دو سال سے اس عہدہ پر فائز اور مونٹ آبو میں مقیم ہیں۔ ان کی تمنا اور خواہش تھی کہ میں مونٹ آبو آؤں۔ چنانچہ میری آمد کی وجہ سے اُن کے لئے اور اُن کے اہل و عیال کے لئے عید کی خوشی کا سماں ہو گیا۔ سچ ہے ؎
جب مل گئے دو اجنبی۔ مجنوں کو لیلیٰ مل گئی

قیام مونٹ آبو

پانچ روز اُن کے ہاں قیام رہا۔ ۱۲ر جولائی کو نماز جمعہ مل کر پڑھی۔ خطبہ جمعہ میں ارشاد ربانی

یا ایھا الذین اٰمنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ ان اللہ مع الصابرین۔

کی تشریح و تفسیر بیان کی۔ اور موجودہ ابتلائی دور میں صبر و رضا کی تلقین کی اور دعاؤں کی تحریک کی۔ ہر روز نماز فجر کے بعد درس دیتا رہا۔ اور نماز ظہر ...

اور نماز فجر میں التزاماً احباب جماعت کی شر اور فتنہ سے حفاظت اور استقامت و استقلال اور سلسلہ احمدیہ کی ترقی و اشاعت کے لئے اجتماعی دعاؤں کا موقعہ ملا۔

دورانِ قیام ماؤنٹ آبو مکرم سید فضل احمد صاحب نے مختلف احباب سے تعارف کروایا۔ مسٹر وہرہ IPS نے ایک شام چائے پر بھی بلایا۔ بہت خوش خلق انسان ہیں۔ مکرم سید فضل احمد صاحب اور اُن کے اہل و عیال نے دینی اخوت و محبت کے جذبہ سے میری خدمت و تواضع کی۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو دینی و دنیوی برکتوں اور ترقیات سے نوازے۔ اور ہر شر اور فتنہ سے ان کو محفوظ رکھے آمین ثم آمین۔

روانگی برائے بمبئی

بمبئی میں شدید بارشوں کی وجہ سے احمد آباد سے بمبئی کو ریل گاڑیاں عارضی طور پر بند تھیں۔ بڑی مشکل سے ۱۴ر جولائی کو احمد آباد سے بمبئی کے لئے گجرات میل سے ریزرویشن ملا۔ مکرم سید فضل احمد صاحب اپنی گاڑی میں ماؤنٹ آبو سے آبو روڈ اسٹیشن چھوڑنے آئے اور احمد آباد جانے والی گاڑی میں سوار کر کے پُرنم آنکھوں سے رخصت ہوئے۔ اور خاکسار براستہ احمد آباد ۱۵ر جولائی کی شام کو بمبئی بخیریت پہنچ گیا۔ اور گاڑی قریباً ۹ گھنٹے لیٹ تھی۔

الحمد للہ! اس تربیتی دَورہ میں میں نے اُتّر پردیش اور راجستھان کے احمدی احباب کے عزم و حوصلہ کو بلند پایا۔ پاکستان میں معصوم احمدیوں پر کئے جانے والے مظالم نے اُن کے اندر خدمتِ دین اور اشاعتِ اسلام کا بے پناہ جذبہ پیدا کر دیا ہے۔ بقول شخصے ؎

اِسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان میں ہمارے احمدی بھائیوں اور پیارے امام ایدہ اللہ تعالےٰ اور مرکز ربوہ کا حافظ و ناصر ہو۔ اور معاندینِ احمدیت کے اِسلام کے نام پر کئے جانے والے مظالم بند ہوں۔ اللہ تعالےٰ انہیں ہدایت دے اور امن و امان کی صورت پیدا ہو۔ اور خدا تعالیٰ ہم احمدیوں کو پہلے سے بھی بڑھ کر اکنافِ عالم میں خدمتِ دین، اشاعتِ اسلام و قرآن کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین ✣

تبادلہ

مکرم مولوی عبد الحلیم صاحب مبلّغ سلسلہ یادگیر سے تبدیل ہو کر اب کیرنگ پہنچ گئے ہوئے ہیں۔ اس لئے احباب اُن سے کیرنگ کے پتہ پر ہی خط و کتابت کریں۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

"حسرت نہ رہے" - بقیہ اداریہ صفحہ (۲)

یہ قرارداد گویا اُس سوچے سمجھے منصوبہ کی ابتداء تھی جس میں اخبار دعوت دہلی ۲۰ جون کے مطابق علماء دیوبند "سرخیل" تھے۔ اس کے بعد دوسرے مرحلہ میں قرارداد کی خوب شہرت ہوئی۔ اخباروں میں اس کی اشاعت ہوئی۔ جلسوں میں چرچا کیا گیا۔ تیسرے مرحلہ پر اس منصوبہ کو رُوبعمل لانے کے لئے ریلوے اسٹیشن ربوہ کے معمولی واقعہ کو آڑ بنا کر ہمسایہ ملک پاکستان میں یکدم جگہ جگہ احمدیوں کے لئے آگ کے الاؤ مشتعل ہوئے۔ ان کی جائیدادیں جلائی جانے لگیں۔ قرآن کریم کے نسخوں کی بے حرمتی سے لے کر مساجد کو مسمار کرنے اور جلاڈالنے تک کے قبیح افعال سرزد ہوئے۔ پتھر مار مار کر احمدیوں کو شہید کیا گیا۔ قدِ آدم گڑھا کھود کر اس میں مخلص احمدی کو زندہ دفن کرنے کی لرزہ خیز کرتوت کی گئی۔ یہ سنگدل لوگ جوں جوں مٹی گڑھے میں بھرتے جاتے، احمدی بھائی کو اپنا عقیدہ چھوڑنے پر مجبور کرتے رہے۔ مگر زندہ باد شہیدِ احمدیت، اس کے ایمان میں ذرہ برابر بھی فرق نہ آیا۔ حتیٰ کہ مٹی ناک تک آگئی۔ پھر بھی رُجوع نہ کیا۔ آخر ان بدبختوں نے مٹی سے گڑھے کو پُر کر دیا۔ اور ہمارا یہ نہایت ہی عزیز بھائی زندہ ہی زمین میں دفن کر دیا گیا ــــ!! تفو بر تو اے مدعیٔ اسلام تفو! کہ تیرے ہاتھوں ظلم و ستم کا یہ انتہائی کام بھی ہوا، اور تیرا دعوئے اسلام پھر بھی قائم ہے!!

یہ سب صورتِ حال ہمسایہ ملک میں مسلسل دو ماہ سے چلی آ رہی ہے ــــ اس کے ساتھ ساتھ اپنے ملک کے علماء اور مساجد کے مُلّانوں اور مسلم اخبار نویسوں کی کیفیت اُن سے چنداں مختلف نہیں۔ فرق ہے تو صرف اس قدر کہ یہاں کا دستور (آئین) کسی کو ایسی انسانیت سوز حرکات کی اجازت نہیں دیتا۔ نہ یہاں کی انتظامیہ ایسی ڈھیلی ہے کہ ملک کے ایک طبقہ کو دوسرے طبقہ کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے۔ اس لئے یہاں کے مُلّانے انگڑائیاں تو بہت لیتے ہیں بلکہ احمدیوں کے خلاف غیظ و غضب کا اظہار بھی بہت کرتے ہیں مگر حکومت، وقت کی گرفت کے اندر ہی اندر اُن کا دم خشک کئے ہوئے ہے۔ اس عنصر کے دلوں میں احمدیوں کی نسبت کیا کچھ بغض و عناد بھرا پڑا ہے اور کیا اُن کے عزائم ہیں اس کا علم کچھ تو اُن رپورٹوں سے ہوتا ہے جو احباب جماعت ملک کے مختلف حصوں سے مرکز میں بھیجتے ہیں۔ اور زیادہ علم اُن اخباروں سے ہوتا ہے جن کی "نگارشات" احمدیت کے خلاف ممکن حد تک زہر اُگلنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رہی ہیں۔ احمدیوں کے خلاف بہتان طرازی کے سلسلہ میں قرآنی الفاظ لکلّ امرئٍ منھم ما اکتسب من الاِثم (سورۃ النور: ۱۲) ان پر پورے صادق آتے ہیں۔ اور پھر اُن میں سے جو سرغنے ہیں اُن کے بارہ میں آیت کا اگلا حصہ والّذی تولّی کبرہٗ منھم صادق آتا ہے۔ البتہ اس کے بعد آیت کے آخری الفاظ لہ عذابٌ عظیمٌ بڑے ہی عبرت انگیز ہیں۔ کاش ان پر کسی کو سنجیدگی سے غور و فکر کرنے کی توفیق ملے ــــ!

بہرحال ان سب کی مخالفانہ تحریرات اور مضامین کا ہماری طرف سے بس ایک ہی جواب ہے۔ اور وہ بھی حضرت نوح علیہ السلام کے انداز میں کہ زہر اُگل لو جس قدر چاہو! کذب بیانی اور بہتان طرازی کر لو جس قدر تمہارا جی چاہتا ہے! اپنے بغض و عناد کا مظاہرہ کر لو جتنا تم سے ہو سکتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ سب کچھ کر لو جو تمہارے دل و دماغ میں آرہا ہے۔ دل کی سب حسرتیں نکال لو۔ اتنی کہ کوئی بھی حسرت باقی نہ رہ جائے ــــ! پھر دیکھنا تمہاری یہ سب مخالفانہ تدبیروں اور منصوبوں بلکہ جاسوں میں تقریروں اور زوردار تحریروں کے باوجود احمدیت کی ترقی تمہارے روکنے سے رُک نہ سکے گی۔ جس قدر زیادہ تم اس تحریک کو دباؤ گے اسی قدر زیادہ شدت اور زور کے ساتھ احمدیت کی تحریک اُبھرے گی اور اس کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جائے گا۔ آج تمہارے اندر کی انسانیت سو رہی ہے۔ مگر وہ ضرور بیدار ہوگی۔ تم نہیں تو تمہاری اولادیں احمدیت کی طرف رجوع کریں گی۔ یہ خدائی تقدیر ہے۔ اور کوئی نہیں جو خدا کے فیصلے کو نافذ ہونے سے روک سکے ــــ!!

کیا یہ کم تعجب خیز بات ہے کہ ادھر پاکستان میں احمدیوں کا قافیہ حیات تنگ کیا جا رہا ہے۔ اُن پر ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھائے جا رہے ہیں اور ادھر براستہ لندن ربوہ سے تازہ ترین آمدہ اطلاع یہ ہے کہ پہلے کی نسبت اب بہت کثرت کے ساتھ لوگ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کے لئے آرہے ہیں۔ آپ انہیں فرماتے ہیں کہ ابھی ٹھہریں، سلسلہ کے لٹریچر کا اور مطالعہ کر لیں۔ وہ کہتے ہیں پہلے آپ ہماری بیعت لے لیں۔ تفصیلی مطالعہ بعد میں کر لیں گے ــ!! کیا یہ احمدیت کی صداقت کا ایک کھلا نشان نہیں ــ؟ اور نشان بھی ایسا جو پُر رعب و پُر ہیبت ہونے کے ساتھ ساتھ بقول حضرت امام مہدی علیہ السلام اس سے دلوں میں غیر معمولی استقامت آرہی ہے۔ سُبحان اللہ و بحمدہٖ سُبحان اللہ العظیم ــــ!!

ہر چند کہ اس وقت احمدیوں پر ایک بڑا ہی نازک ابتلائی دَور ہے۔ لیکن جب اس قسم کے ایمان افروز شاندار نتائج سُننے اور دیکھنے کو ملتے ہیں تو ایک عارف باللہ کا یہ شعر بیساختہ طور پر ہر احمدی کی زبان سے نکلتا ہے کہ ؎

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ اند ٭ زیر آں گنج کرم بنہادہ اند

فہل من مُدّکر!!

یہ مت خیال فرمائیے
کہ آپ کو اپنی کار یا ٹرک کے لئے اپنے شہر سے کوئی پُرزہ نہیں مل سکا تو وہ پُرزہ نایاب ہو چکا ہے۔ آپ فوری طور پر ہمیں لکھیئے یا فون یا ٹیلیگرام کے ذریعہ ہم سے رابطہ پیدا کیجئے۔ کار اور ٹرک پٹرول سے چلنے والے ہوں یا ڈیزل سے۔ ہمارے ہاں ہر قسم کے پُرزے دستیاب ہو سکتے ہیں!!
AUTO TRADERS,
16 MANGOE LANE CALCUTTA-1
آٹو ٹریڈرز
۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱
فون نمبرز:- دکان 23-1652 } 23-5222
مکان: 34-0451
تار کا پتہ:- "AUTOCENTRE"

ہر قسم اور ہر ماڈل
کے موٹر کار، موٹر سائیکل، سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے آٹو ونگس سے کی خدمات حاصل فرمائیے
آٹو ونگس
AUTOWINGS
32 SECOND MAIN ROAD
C.I.T. COLONY, MADRAS
600004
TELEPHONE NO. 76300.

پاکستان میں احمدیوں پر مظالم کا سلسلہ فوراً بند کرایا جائے

ہندوستانی احمدیوں کی طرف سے

سیکرٹری جنرل یو۔این۔او کی خدمت میں ایک میمورنڈم

قادیان ۳۰ر جولائی۔ عزت مآب ڈاکٹر کرٹ والڈہیم سیکرٹری جنرل اقوامِ متحدہ کی خدمت میں جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی طرف سے محترم مرزا وسیم احمد صاحب ناظر امورِ عامہ نے ایک مراسلہ بھجوایا ہے۔ جس میں پاکستان میں جماعتِ احمدیہ پر سُنّی مسلمانوں کی طرف سے کئے جا رہے ننگِ انسانیت مظالم کے بارے میں توجہ دلائی گئی ہے جن کی پُشت پر بالعموم سرکاری افسران ہیں۔ اخبارات کی خبروں کے علاوہ معلوم ہوا ہے کہ آپ کو ان حالات سے باخبر رکھا گیا ہے۔ احمدیانِ ہند کا اس بارے میں فکر بے حد و حساب ہے۔

اس مراسلہ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس قتلِ عام سے مقصود محض یہ ہے کہ احمدیوں کو مجبور کر کے اُن کے بعض عقائد سے انہیں منحرف کیا جائے۔ اور یہ امر منشورِ حقوقِ انسانی اور آئینِ پاکستان دونوں کے مخالف ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ برطانوی پارلیمان میں چھ ارکان نے اپنی سرکار پر زور دیا ہے اور بتایا ہے کہ جماعتِ احمدیہ کا معاملہ پاکستان کا داخلی معاملہ نہیں بلکہ بین الاقوامی معاملہ ہے۔

یہ بھی بتایا کہ بھارت کے مسلم اور غیر مسلم پریس نے اس پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔ جن میں سے بعض کے اقتباسات درج کئے ہیں۔

مسٹر خوشونت سنگھ ایشیا کے سب سے بڑے ہفت روزہ اِلسٹریٹڈ ویکلی بمبئی کے ایڈیٹر ہیں۔ اور دُنیا میں بطور جرنلسٹ مشہور ہیں۔ اور بہت زیادہ لکھنے والے ہیں انہوں نے ۷ر جولائی کے اشاعت میں "اللہ کے نام پر نہیں" کے عنوان کے تحت اپنے تجربات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:-

"پاکستان کا ملک جو بڑے فخر کے ساتھ ہر موقعہ پر اسلام کا دعویدار بنتا ہے۔ وہاں اس اقلیتی مگر اہم قابلِ ذکر فرقہ کو ایسے متعصب طبقہ کی طرف سے تکلیف اور اذیت پہنچائی جا رہی ہے جو یہ مطالبہ کر رہا ہے کہ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا اعلان حکومت کی طرف سے کیا جائے۔

یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص کسی دُوسرے کے ایمان اور اعتقاد کے متعلق اپنی طرف سے کوئی حکم صادر کرنے کا حقدار سمجھا جائے؟ اور اگر ایک مسلمان حکومت ایک اسلامی فرقہ کی معمولی مذہبی اُصول کی تفصیل و توضیح میں اختلاف رائے کی بناء پر اس کے خلاف امتیاز روا رکھنے کی اجازت دے سکتی ہے تو پھر وہاں غیر مسلم جماعتیں مثلاً عیسائی۔ بدھ مت والے اور ہندو اپنے ساتھ انصاف و رواداری کے وعدوں پر کس طرح بھروسہ کر سکتے ہیں"۔

غلط طور پر مذہبی کہلانے والی جماعتِ اسلامی کی تنظیم کے آفیشل ترجمان انگریزی ہفت روزہ "ریڈیئنس" نے اپنی ۱۶ر جون کی اشاعت میں ان حالات کے بارے میں لکھا کہ:-

"ہمسایہ (یعنی ملک پاکستان) میں جو کچھ وقوع پذیر ہوا ہے تکلیف دہ ہے۔ جذباتی طور پر اس سے ہمیں رنج ہوا ہے...... اس کا کوئی منطقی یا اخلاقی جواز نہیں"۔

حضرت امام جماعت احمدیہ (ایدہ اللہ تعالیٰ) اور حضرت بانیٔ جماعتِ احمدیہ (علیہ السلام) کے خاندان کے افراد اور پاکستان کے تمام احمدیوں کی حفاظت کے بارے میں ہم ہندوستان کے احمدی بے حد فکر مند ہیں۔

آپ سے انسانیت اور انصاف کے نام پر درخواست ہے کہ کمشن برائے حقوقِ انسانی کے ذریعہ فوری طور پر جماعتِ احمدیہ پر مظالم کا سلسلہ بند کروایا جائے۔ جو کچھ آپ اور کمشن مذکورہ کارروائی فرمائیں، ہندوستان میں جماعتِ احمدیہ کے اس مرکز قادیان کو مہربانی کر کے آگاہ فرمائیں۔

کروم لیدر اور بہترین کوالٹی ہوائی چپل اور ہوائی شیٹ کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں۔

آزاد ٹریڈنگ کارپوریشن
۱/۵۸ فیرس لین کلکتہ ۱۲

AZAD TRADING CORPORATION
58/1 PHEARS LANE CALCUTTA-12
PHONE NO. 34-8407.

قادیان میں ہفتہ قرآن مجید کی مجالس کا انعقاد

بقیہ رپورٹ صفحہ اوّل

موصوف نے سورۃ بقرہ کی ابتدائی آیات سے مومن، منافق کی علامات کو علیحدہ علیحدہ وضاحت سے بیان کیا۔ سورۃ محمد، منافقون، سورۃ مومن، سورۃ منافقون اور سورۃ کافرون سے اپنے مضمون کو احسن رنگ میں واضح کیا۔

مورخہ ۲۴ر وفا (جولائی) کو خرابیٔ موسم کے باعث اجلاس ملتوی رہا۔

★ چھٹا اجلاس مورخہ ۲۵ر وفا (جولائی) بعد نمازِ عشاء مسجد اقصیٰ میں زیرِ صدارت مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان منعقد ہوا۔ تلاوتِ قرآن کریم کے بعد مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ وسیکرٹری تعلیم لوکل انجمن احمدیہ قادیان نے

اُخروی زندگی از رُوئے قرآنِ کریم

تقریر فرمائی۔ فاضل مقرر نے عیسائیت، یہودیت اور ہندوازم کے مقابلہ میں اسلام کی رُو سے اُخروی زندگی کی وضاحت فرمائی اور فرمایا کہ اُخروی زندگی ہی اصل اور حقیقی زندگی ہے۔ اس ضمن میں سورۃ عنکبوت، سورۃ یٰسین، سورۃ حٰم السجدہ، سورۃ نازعات، سورۃ شمس وغیرہا سے جنت و دوزخ کی حقیقت کو مدلل اور مؤثر رنگ میں بیان کر کے اپنی تقریر کو پایۂ تکمیل تک پہونچایا۔

★ ساتواں اجلاس مورخہ ۲۶ر وفا کو بعد نمازِ عشاء مسجد اقصیٰ میں زیرِ صدارت مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل بقاپوری منعقد ہوا۔ تلاوتِ قرآن مجید کے بعد مکرم مولوی محمد عمر علی صاحب فاضل مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان نے

مقصدِ حیاتِ انسانی از رُوئے قرآنِ کریم

پر مؤثر اور مدلل تقریر فرمائی اور سورۃ ذاریات کی آیت وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ سے استدلال کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہی اصل مقصدِ حیاتِ انسانی ہے۔ کیونکہ حدیث شریف کے مطابق حضرت نبی کریم صلعم، حضرت آدمؑ سے قبل خاتم النبیین ہیں۔ اور آپ کے بعد ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی آچکے ہیں۔ اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی تعلیم کے مقابلے میں حضرت نبی کریم صلعم کی تعلیم اصل مقصدِ حیاتِ انسانی ہے۔ جس میں نماز اور دُعا کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ انسان اشرف المخلوقات ہونے کے لحاظ سے صفاتِ باری تعالیٰ کا متحمل ہے۔ اور اسلامی تعلیم ہی اس غرض کو پورا کر سکتی ہے۔ مختلف حوالوں سے اپنی تقریر کو احسن رنگ میں واضح کیا۔

★ ہفتہ قرآن مجید کا آخری اور آٹھواں اجلاس مورخہ ۲۷ر وفا کو حسبِ معمول بعد نمازِ عشاء مسجد اقصیٰ میں زیرِ صدارت مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری منعقد ہوا۔ تلاوتِ کلامِ پاک کے بعد مکرم مولوی شبیر احمد صاحب ناصر فاضل مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان نے

اجرائے نبوت اور خاتم النبیینؐ کا اصل مفہوم از رُوئے قرآن کریم

پر سورۃ احزاب کی آیت خاتم النبیین، سورۃ کوثر اور سورۃ اعراف سے مدلل اور وضاحت کے ساتھ اپنی تقریر کو احسن رنگ میں پیش کیا۔

اس تقریر کے بعد محترم صدر صاحب جلسہ نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بتایا کہ الحمد للہ ہفتہ قرآن مجید بخیر و خوبی ختم ہوا۔ آپ نے حاضرین کو تحریک کی کہ اس ہفتہ کا اثر سارا سال رہنا چاہیئے۔ اور وہ اس طرح کہ گھروں میں روزانہ قرآن مجید پڑھانے پڑھنے کا انتظام رہے۔ بڑے چھوٹوں کی نگرانی کریں۔ والدین بچوں کا خیال رکھیں۔ اور قرآن کریم کی برکتوں سے سارے گھر بھر جائیں۔ اور صبح و شام تسبیح و تحمید اور درود شریف اور ذکرِ الٰہی جاری رہے۔ بعدہٗ اجتماعی دُعا کے ساتھ ان اجلاسات کا سلسلہ اختتام پذیر ہوا۔

الحمد للہ کہ یہ بابرکت ہفتہ خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت عمدگی سے گزرا۔ اور بیش بہا مفید نتائج کا حامل بنا۔ اللہ تعالیٰ جماعت کے سبھی افراد کو حضرت امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اس بابرکت تحریک پر کماحقہٗ عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہر فردِ جماعت کو انوارِ قرآنیہ سے منور ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(مرتبہ: خاکسار شیخ مسعود احمد انیس قادیان)

پاکستان میں احمدیوں پر ظلم و ستم اور سوشل بائیکاٹ کا سلسلہ جاری

مخالفت کے شدید ماحول میں بیعت کرنے والوں میں حیرت انگیز اضافہ

اور

ملک کے طول و عرض سے سلسلہ کے لٹریچر کی بکثرت مانگ

قادیان ۲۷ جولائی۔ لنڈن مشن کے توسط سے جو تازہ اطلاعات موصول ہوئی ہیں اُن سے پتہ چلتا ہے کہ پاکستان میں احمدیوں پر ظلم و ستم اور سوشل بائیکاٹ کا سلسلہ برابر جاری ہے۔

(۱) چونکہ جگہ جگہ گھیراؤ ہے۔ مُلّاں لوگ شر پسندوں کی حمایت سے احمدیوں کا سختی سے سوشل بائیکاٹ کئے ہوئے ہیں۔ اس لئے ابھی تک مکمل حالات کا علم نہیں ہو رہا۔ البتہ موصولہ اطلاعات کے مطابق پچھتر احمدی مرد و زن اور بچوں کی مظلومانہ شہادت اور سوا دو کروڑ روپے کی جائیداد اور املاک کی لوٹ مار اور تباہی کا علم ہو چکا ہے۔

(۲) دو ماہ سے ننگِ انسانیت مظالم کا سلسلہ جاری ہے۔ پانی کے نلکے، بجلی اور ٹیلیفون کی سہولتوں سے انہیں محروم کر دیا گیا ہے۔ کرایہ دار افراد کو مکانات وغیرہ خالی کرنے کے نوٹس دیئے گئے ہیں۔ اور جن عمارات کو مجبوراً احمدیوں نے چھوڑا ان پر قبضہ کر لیا گیا ہے۔

(۳) حکومت کا رویہ بھی مخالفانہ ہے۔ بلوائیوں نے افسران پولیس اور حکمران پارٹی اور جماعتِ اسلامی کے ذمہ دار افراد کی موجودگی میں اور بعض جگہ افسران کے عزیزوں نے جلوسوں وغیرہ کی رہنمائی کی۔ پولیس احمدیوں کے مکانوں میں گھس کر جائزہ لیکر ہجوموں کو بتاتی ہے کہ اس گھر میں اسلحہ نہیں لہٰذا وہاں بلا خوف و خطر حملہ کرو۔ اور فلاں فلاں گھر میں اسلحہ ہے وہاں حملہ نہ کرو۔ بد و ماننگے پر بعض جگہ احمدیوں کو بلا تکلف بتا دیا کہ افسران کی طرف سے ہدایت ہے کہ مخالفینِ احمدیت کی کارروائیوں میں روک نہ ڈالی جائے اور احمدیوں کی حفاظت کرنے کی کوئی ہدایت نہیں۔ بالعموم اعلیٰ افسران نے احمدیوں کو اطمینان دلایا کہ وہ حالات سے باخبر ہیں۔ اور احمدیوں کی جان و مال کی حفاظت کی جائے گی۔ لیکن یہ اطمینان محض دھوکہ ثابت ہوا۔

(۴) ربوہ کے بے گناہ گرفتار شدگان سے ڈیڑھ ماہ بعد اُن کے اقارب نے پولیس کی حفاظت میں ۱۷ جولائی کو سرگودھا جیل میں ملاقات کی۔ اور پھر ربوہ جانے کے لئے ریلوے سٹیشن پر گاڑی کے منتظر تھے تو روزِ روشن میں اُن نہتے افراد پر گولیاں برسا کر ایک درجن افراد کو زخمی کر دیا گیا۔ جن میں سے تین کی حالت نازک ہے۔ باقی کے افراد جان بچا کر ۲۷ میل پیدل چل کر ربوہ پہنچے کیونکہ بس والے ربوہ کی سواریاں نہیں بٹھاتے ہیں۔ یہ افسوسناک واقعہ ایسے ریلوے سٹیشن پر ہوا ہے جہاں پر ہر وقت پولیس موجود رہتی ہے۔ گویا اس روز کسی منصوبہ کے ماتحت کوئی بھی پولیس والا وہاں موجود نہ تھا۔ اتنے اہم شہر میں جو ضلع کا صدر مقام ہے پولیس ایک گھنٹہ بعد جائے وقوعہ پر پہنچی۔

افسران کے شدید مخالفانہ رویہ کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ بعض مقامات پر اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس جیسے اہم عہدہ پر متعین شخص کو دیکھا گیا کہ اس نے بس کو روکا اور یہ معلوم کر لینے کے بعد بس کو جانے دیا کہ بس پر احمدیوں سے بائیکاٹ کرنے اور اُن کے کفر کا سائن بورڈ موجود ہے۔ نیز یہ کہ یہ بس فلاں فلاں جگہ تک نہیں رُکے گی۔ (اور ان مقامات کے درمیان ربوہ کا احمدیہ مرکز واقع ہے)

(۵) روزنامہ جنگ کراچی کے مطابق محمد حنیف رامے چیف منسٹر مغربی پنجاب نے لاہور میں اپنی ایک تقریر میں یہ تسلیم کیا ہے کہ احمدیہ جماعت کا مکمل بائیکاٹ پاکستان کے بعض حصوں میں ہو رہا ہے۔ اور احمدی بچوں کو دودھ اور دیگر ضروریاتِ زندگی سے محروم رکھنے کی کوششیں کی گئی ہیں۔ پیپلز پارٹی نے ایک ایسی سوسائیٹی کی تشکیل کا اعلان کیا تھا جو حضرت عمرؓ کے عہد کی یاد دلائے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا کہ میری حکومت میں کسی دُور کے علاقہ میں ایک جانور بھی بھوک سے مر گیا تو مجھ سے روزِ قیامت باز پُرس ہوگی۔ جناب رامے صاحب نے کہا کہ ہم یہاں اس سے مختلف صورتِ حال سے دوچار ہیں کہ قوم کے ایک حصہ کو ضروریاتِ زندگی اور بچوں کو دودھ سے محروم کیا جا رہا ہے۔ گویا چیف منسٹر صاحب کے اقرار کی رُو سے سرکاری ترجمان کے اس بیان کی تردید ہوتی ہے کہ احمدیہ جماعت کے خلاف دہشت گردی قتل و غارت اور لوٹ مار کے حالات پر قابو پا لیا گیا ہے۔

(ریڈیو پاکستان سے روزانہ وقفہ وقفہ سے بائیکاٹ نہ کرنے کے جو اعلانات کئے جاتے ہیں یہ بے معنی ہیں۔ یہ پختہ اندرونی شہادت ہیں کہ ایسا انسانیت سوز ظلم عوام کی طرف سے بدستور جاری ہے۔ اس میں کمی نہیں آ رہی۔ اسی لئے تو بار بار ایسے اعلانات کئے جا رہے ہیں)

(۶) جہلم میں غلط طور پر مشہور کر دیا گیا کہ فلاں احمدی نے ایک شخص کو قتل کر دیا ہے۔ پھر کیا تھا راتوں رات بلوائی اُٹھ دوڑے۔ دو احمدیوں کو شہید کر دیا گیا۔ (جن میں ایک بچی بھی تھی) اور سترہ دوکانیں لوٹ کر جلا دی گئیں۔ یہ سب کچھ مجسٹریٹ آن ڈیوٹی۔ ایس پی۔ ڈی ایس پی اور سول ڈیفنس آفیسر کی موجودگی میں ہوا۔

(۷) بمقام ٹوپی (سرحد) چھ ہزار حملہ آوروں نے چھ احمدیوں کو شہید کر دیا۔ جن کے اہل و عیال رات کی تاریکی میں جانیں بچا کر نکل گئے۔ ان کے مکانوں کو بل ڈوزروں سے زمین کے برابر کر دیا گیا۔ جو گروپ کو ایٹ حال معلوم کرنے گیا، تھانیدار کی موجودگی میں اس کے چار دانت توڑ دیئے گئے۔ اس پر پتھر برسائے گئے۔ ہجوم اپنی طرف سے انہیں ہلاک کر کے پھینک کر چلا گیا۔ گو خدا تعالےٰ کے فضل سے وہ بعد میں ہوش میں آکر وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ ڈیوٹی پر مجسٹریٹ نے کہا کہ اسے قتل کر دینا چاہیئے تھا۔ اس ظالم تھانیدار کا تبادلہ مُلّاؤں نے دباؤ ڈال کر رُکوا دیا اور تبادلہ کرنے والے ڈی۔ ایس۔ پی کو تبدیل کرا دیا۔

(۸) عارف والا میں ایک احمدی کو بہت بڑا ہجوم ایک جگہ لے گیا۔ پہلے قدِ آدم گڑھا کھودا۔ پھر اس میں اُسے کھڑا کر دیا گیا۔ لوگ مٹی ڈالتے جاتے اور اس کو اپنا عقیدہ ترک کر دینے کی ترغیب دیتے۔ وہ ہر دم اپنے ایمان پر پختہ رہنے کا اظہار کرتا۔ ہوتے ہوتے جب گلے اور ناک تک مٹی پہنچی تو بھی اُس نے اپنے عقیدہ پر قائم رہنے کا اظہار کیا۔ تب سنگدل ہجوم نے اس گڑھے کو مٹی سے پُر کر دیا۔ اور مظلوم صابر احمدی زندہ ہی زمین میں دفن کر دیا گیا۔

ایک احمدی کو اس لئے گرفتار کر لیا گیا کہ اُس نے ہجوم کو ڈرانے کے لئے ہوائی فائر کیا تھا۔ جو اُس کے خاندان کو آگ لگا کر جلانے لگا تھا۔

(۹) ڈسکہ میں جس چھ ماہ کی معصوم بچی کو دفن کرنے سے غنڈوں نے روکا اور تھانیدار۔ ڈی ایس۔ پی اور ڈپٹی کمشنر نے مدد دینے سے انکار کر دیا تھا اور بجائے قبرستان میں دفن کرنے کے مجبوراً گھر کے صحن میں دفن کرنا پڑا، اُس بچی کی وفات اس لئے ہوئی کہ نہ والدہ کو غذا مل سکی اور دُودھ اُترا اور نہ ہی باہر سے بچی کے لئے دُودھ مل سکا۔

میانوالی میں ایک میاں بیوی کو شہید کر دیا گیا۔ شہید کرنے سے پہلے اس صابر احمدی خاتون کی آنکھیں نکال دی گئیں۔ (بعض جگہ شدید خطرہ کے وقت چھتوں سے خواتین اور بچوں نے چھلانگیں لگا دیں)۔ بعض مقامات کے سارے احمدی جان بچانے کے لئے اپنے گاؤں سے چلے گئے۔ ایسے لُٹے پٹے احباب ربوہ میں جمع ہو رہے ہیں۔ جن کے لئے دن رات درزی اور موچی پارچات اور جوتیاں تیار کر رہے ہیں۔ لنگر خانہ سے سب کو کھانا مل رہا ہے۔ ربوہ میں اشیاءِ خوردنی کی قلت ہے۔ قریب کے شہروں سے سودا ملنا محال ہے۔ بعض اوقات ساٹھ ساٹھ میل دُور جا کر مشکل سے اشیاءِ خوردنی کسی قدر حاصل کی جاتی ہیں۔

(۱۰) شدید سوشل بائیکاٹ جاری ہے۔ تمام مقامات پر احمدیوں کو گھروں سے باہر نکلنے اور خرید و فروخت کرنے سے روکنے کے لئے پہرے بٹھا دیئے گئے ہیں۔ خریدا ہوا سودا چھین

لیا جاتا ہے۔ بلوائی اور پولیس، احمدیوں تک رسد نہیں پہنچنے دیتے۔ مرکزی پولیس کے سامنے، دیواروں پر اشتہار اور عوام کی قمیصوں پر بیج لگاتے ہیں۔ بعض مقامات پر بائیکاٹ کی نگرانی کے لئے کمیٹیاں قائم کی گئی ہیں۔ تاکہ خلاف ورزی کرنے والوں کا منہ کالا کیا جائے اور پانچ صد روپیہ جرمانہ کیا جائے۔ احمدی وکیلوں۔ ڈاکٹروں اور تاجروں کا بائیکاٹ کرنے کے لئے لوگ، ان کی دکانوں اور دفاتر کے پاس کھڑے رہتے ہیں۔ اور بعض جگہ ملّاں لوگ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر مکمل بائیکاٹ کی اپیل کرتے پھرتے ہیں۔ اشتہاروں پر لکھا ہے کہ "قادیانیوں کو سودا نہ دے کر ختم المرسلین سے محبت کا ثبوت دو" اور "مرزائیوں اور مرزائی نوازوں کو سودا دینا شرعاً حرام ہے"۔ بعض احمدیوں کی دکانوں پر بورڈ لگا دیئے گئے ہیں کہ یہ کافر ہیں ان سے سودا نہ لیا جائے۔

(۱۱) انجمن تحفظ ختم نبوت جھنگ نے بائیکاٹ کے بارے میں جو اشتہار شائع کیا ہے اس سے بائیکاٹ کی وسعت اور ہمہ گیری کا علم ہوتا ہے۔ اس میں تلقین کی گئی ہے کہ احمدیوں کے کسی تجارتی کام میں کوئی کام نہ کرے۔ ان کے تیار کردہ مال کا اور احمدیوں کے تعلیمی اداروں کا بائیکاٹ کیا جائے۔ احمدیوں کی دکانوں سے کوئی مال نہ خریدا جائے۔ جو خلاف ورزی کرے اُسے جبراً منع کیا جائے۔ احمدیوں کو سلام نہ کیا جائے۔ نہ ان سے کلام کیا جائے۔ نہ ان کی سماجی تقریبات میں شرکت کی جائے۔

(۱۲) سوشل بائیکاٹ کرنے والے لوگ اتنے دلیر ہوگئے ہیں کہ وہ پولیس اور اہل محلہ کو دھمکی دیتے ہیں کہ احمدیوں کے گھروں میں کوئی چیز لے جائی گئی تو تم لوگوں کی خیر نہیں۔ اور پبلک ان کا بائیکاٹ کرنے کی ڈیوٹی دینے والوں کی پھلوں وغیرہ سے تواضع کرتی ہے۔

تصویر کا دوسرا رُخ

ایسے پریشان کن حالات میں بحمد اللہ احمدیوں کے حوصلے بلند اور جذبۂ قربانی قابلِ صد تحسین ہے۔ ایک دوست جنہوں نے "صد سالہ جوبلی فنڈ" میں پچھتر ہزار (۷۵۰۰۰) روپیہ کا وعدہ کیا تھا لُٹ لُٹا کر صرف ایک قمیص اور ایک دھوتی میں اور سر اور پاؤں سے ننگے ربوہ پہنچے اور سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا کہ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ضائع شدہ مال کا عوض دیگا۔ اس لئے میں اپنا وعدہ بڑھا کر ایک لاکھ کرتا ہوں — اللہ اکبر!!

ایک خوش کن بات یہ ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ باوجود ان حالات کے ہمیشہ کی طرح متبسم چہرے سے مظلوم احباب سے ملاقات فرماتے ہیں۔ اور بعد ملاقات ان احباب کی کایا ہی پلٹی ہوئی نظر آتی ہے۔ اور وہ نہایت مسرور اور ہر قربانی کے لئے آمادہ دکھائی دیتے ہیں۔

ایک حیرت انگیز مگر ایمان افروز بات یہ ہے کہ اس قیامت جیسی قتل و غارت اور لوٹ مار کی مصیبت کے باوجود اس وقت پاکستان میں بیعت کرنے والوں کی تعداد اس قدر بڑھ گئی ہے کہ پہلے کبھی نہیں ہوتی۔ احباب تمام موانع کے باوجود ربوہ پہنچ کر بیعت کرتے ہیں۔ ان کو حضور فرماتے ہیں کہ ابھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کر لو، بعد میں بیعت کرنا۔ وہ اصرار کرتے ہیں کہ پہلے بیعت قبول فرمائیں۔ مطالعہ ہم بعد میں کر لیں گے۔

اسی طرح احمدیت کے لٹریچر کی وہاں اتنی بڑی مانگ ہو رہی ہے کہ سلسلہ کی طرف سے اسے پورا کرنا مشکل ہو رہا ہے۔

بین الاقوامی ادارہ سے اپیل

بین الاقوامی کمیٹی برائے تحفظ حقوق انسانی کو کئی ممالک کی احمدیہ جماعتوں نے توجہ دلائی ہے کہ پاکستان میں ادارہ اپنے مُبصر بھجوائے۔ چونکہ پاکستان نے بھی حقوق انسانی کے منشور پر دستخط کئے ہوئے ہیں۔ اس لئے حکومتِ پاکستان پر زور دیا جائے کہ وہ اپنے یہاں احمدیوں پر کئے جا رہے بے پناہ مظالم کا فوری انسداد کرے ؛

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
نے دُنیا بھر کے احمدیوں کو سلام کا پیغام بھیجا ہے
اور بالآخر اسلام کے غالب آنے کیلئے دعاؤں کی تلقین فرمائی
ہے ؛

منقولات

احمدیوں کو پاکستان بدر کرنے کا مطالبہ

دہلی سے شائع ہونے والے ہفتہ وار اخبار "پرچم ہند" مجریہ ۳۰ رجون میں اُن مظالم کی شہر وار تفصیل شائع ہوئی ہے جو حال ہی میں احمدیوں پر پاکستان میں ہو رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی مندرجہ عنوان سے ایڈیٹوریل نوٹ میں اپنی ایک معقول رائے پیش کی ہے۔ ایڈیٹوریل کا متعلقہ حصہ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر بدر)

مندرجہ عنوان کے ماتحت معاصر "پرچم ہند" مورخہ ۳۰ رجون کی اشاعت میں رقم طراز ہے :-

"پاکستان میں شیعہ سُنی اور سُنی احمدیہ فساد اکثر ہوتے رہتے ہیں۔ ۱۹۵۳ء میں پاکستان میں جو سنی احمدیہ فسادات ہوئے تھے اُن کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ ان فسادات میں دو ہزار احمدی ہلاک ہو گئے تھے۔ اور فساد پر قابو کرنے کے لئے کرفیو لگانا پڑا تھا ...... لیکن اس بار پاکستان میں جو سُنی احمدیہ فسادات شروع ہوئے ہیں ان کی نوعیت پہلے فسادات سے یکسر مختلف ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے فسادات میں احمدیوں کی جائیداد کو نقصان پہنچایا جاتا اور انہیں قتل کیا جاتا تھا لیکن علماء نے یہ مطالبہ پہلے کبھی نہیں کیا کہ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اور احمدیوں کے تمام بڑے بڑے لیڈروں کو (بشمول مولوی ناصر احمد جو پاکستان میں احمدیوں کے امیر ہیں) گرفتار کر لیا جائے۔

احمدیوں کو اگر پاکستان بدر کیا جائے تو وہ کہاں جائیں؟ اور پاکستان بدر کرنے کا سلسلہ کب تک اور کہاں تک جاری رہے گا؟ .... احمدیوں کو پاکستان بدر کرنے کا جو مطالبہ کیا جا رہا ہے وہ ہمارے نزدیک غیر موزوں غیر مناسب اور غیر ضروری ہے۔

شیعہ آں حضرت محمدؐ کو رسول ماننے کے ساتھ ساتھ حضور کے نواسوں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین کو نبی سے کم درجہ نہیں دیتے۔ اگر پاکستانی علماء کے کہنے پر احمدی، اسمٰعیلی، شمسی اور حنفی مسلمانوں کو دائرۂ اسلام سے خارج کر دیا گیا تو پھر شیعوں کو بھی خارج کرنا پڑے گا۔ اور احمدیوں کے بعد ان سب فرقوں کو پاکستان بدر کرنے کا مطالبہ کیا گیا تو یہ سب لوگ کہاں جائیں گے اور پاکستان میں مسلمانوں کی تعداد کیا رہ جائے گی؟

ہر مہذب ملک میں اقلیت کی حفاظت کی ذمہ داری اکثریت پر ہوتی ہے، خود بانیٔ پاکستان مسٹر محمد علی جناح نے اقلیتوں کو یقین دلایا تھا کہ پاکستان میں ان کے جان و مال کی حفاظت کی جائے گی۔ موجودہ تحریک اگر کامیاب ہو گئی تو عیسائیوں اور پارسیوں کے دلوں میں بھی شکوک پیدا ہو جائیں گے کہ اگر پاکستان میں احمدیوں کی زندگیاں محفوظ نہیں اور ان پر قاتلانہ حملے ہو سکتے ہیں تو کل عیسائیوں اور پارسیوں کا بھی نمبر آ سکتا ہے۔

پاکستان میں احمدی فرقے کے امیر ناصر احمد نے برٹش براڈکاسٹنگ کارپوریشن (بی بی سی) کے نامہ نگار کو ایک خاص انٹرویو دیتے ہوئے کہا ہے کہ "ان کے فرقے کے خلاف جو فساد ہو رہے ہیں ان کے پس پشت حکومت پاکستان کا ہاتھ ہے"۔ ہم مسٹر ناصر احمد کے اس الزام کو درست نہ سمجھتے ہوئے بھی پاکستانی حکومت سے یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ وہ احمدیوں کے شکوک دور کرے، ان کے جان و مال کی حفاظت کرے، احمدیوں کے نظریے سے ہمیں بھی اختلاف ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ اس کا مقابلہ مذہبی سطح پر ہونا تھا۔ مسلم علماء کو احمدیوں کے نظریئے کو غلط ثابت کرنے کے لئے مذہبی سٹیجیں استعمال کرنی چاہئیں۔ حکومت کا فرض ہر شہری کی حفاظت کرنا ہے۔ اس لئے حکومت پاکستان کو احمدیوں کی اسی طرح حفاظت کرنی چاہیئے جس طرح سنیوں کی حفاظت اس پر لازم ہے۔ پاکستانی علماء کو بھی اپنے مطالبات پر دوبارہ غور کرنا چاہیئے اور احمدیوں کو پاکستان بدر کرنے کا مطالبہ ختم کر دینا چاہیئے"۔